امام اعظم ابوحنیفہ کی محدثانہ عظمت اور سات صحابہ کرام
سے اُن کی سات احادیث کی روایات و رواۃ کا تعارف

تالیف

ناصر السنۃ ابو المکارم عبداللہ بن حسین حنفی نیشاپوری

ترجمہ فہیم احمد ثقلینی ازہری

مکتبہ امام اعظم دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثانہ عظمت اور سات صحابہ کرام سے ان کی سات احادیث کی روایات و رواۃ کا تعارف

امام المحدثین

تقدیم و ترجمہ مع متن

الأحاديث السبعة عن سبعة من الصحابة الذين روى عنهم الإمام ابو حنيفة رضی اللہ عنہ

تالیف

ناصر السنۃ ابو المکارم عبد اللہ بن حسین حنفی نیشاپوری
علیہ الرحمۃ والرضوان

ترجمہ
فہیم احمد ثقلینی ازہری

تحریک
محمد ظفر الدین برکاتی

مکتبہ امام اعظم دھلی

۲/۴۲۵ - اردو مارکیٹ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

Mob.: 9958423551,9560054375

E-mail ID : nizamuddinnizami@gmail.com, razavikitabghar@gmail.com

نام کتاب	:	امام المحدثین
ترجمہ وتقدیم	:	فہیم احمد ثقلینی ازہری
تحریک	:	محمد ظفر الدین برکاتی
تصحیح	:	منظر محسن نعیمی
ناشر	:	مکتبہ امام اعظم دہلی۔ ٦
باہتمام	:	محمد امام الدین بستوی
کمپوزنگ	:	کامل احمد نعیمی
سال اشاعت	:	۱۴۳۴ھ/۲۰۱۲ء
تقسیم کار	:	رضوی کتاب گھر دہلی
تعداد اشاعت	:	1100
صفحات	:	٦۴

Book Name	:	Imam-AL-Muhaddeseen
Translated By	:	Faheem Ahmad Saqlaini Azhari
Sujested By	:	Mohammad Zafruddin Barkati
Publisher	:	Maktaba Imam-e-Aazam Delhi-6
Publishing Year	:	2012/1434
Page	:	64 only

ممبئی میں ملنے کا پتہ

● رضوی کتاب گھر، غیبی نگر بھیونڈی مہاراشٹر ● رضوی کتاب گھر وفا کامپلیکس بھیونڈی مہاراشٹر

● عرشی کتاب گھر 22-6-244، پتھر گٹی منڈی میر عالم روڈ، حیدر آباد

فہرست مضامین

☆☆☆

تهدیه

سلطان الفقہاء امام المحدثین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ
(ولادت ۸۰ھ بمقام کوفہ۔ وفات ۱۵۰ھ بمقام بغداد)
امام ربانی، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی علیہ الرحمۃ والرضوان
(ولادت ۹۷۱ھ بمقام سرہند۔ وفات ۱۰۳۴ھ بمقام سرہند)
قدوۃ الاولیاء پیر طریقت حضرت شاہ مولانا شرافت علی میاں قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ
(ولادت ۱۳۱۰ھ بمقام گکرالہ، بدایوں۔ وفات ۱۳۸۹ھ بمقام بریلی شریف)

انتساب

شیخ طریقت رہبر شریعت پیرومرشد حضرت شاہ محمد ثقلین میاں قادری مجددی (اَطَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عُمُرَہٗ) صاحب سجادہ، خانقاہ عالیہ شرافتیہ، بریلی شریف
عالم حق بیان حضرت مولانا حافظ وقاری صوفی رفاقت علی ثقلینی نعیمی مدظلہ العالی استاذ دار العلوم فیضان شاہ ثقلین، قصبہ گکرالہ، ضلع بدایوں (یوپی)

طالب الفیوض والبرکات
فہیم احمد ثقلینی
۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ ۲۵ رنومبر ۲۰۱۲ء بروز یکشنبہ

تقدیم

یہ بات اہل سنت و جماعت کے لیے یقیناً خوش آئند ہے کہ رئیس التحریر مولانا یٰسین اختر مصباحی حفظہ اللہ کی تحریک پر ضلع کشی نگر یوپی کی تنظیم ''تحریک جماعت اہل سنت'' کے زیر اہتمام عروس البلاد ممبئی میں مورخہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ دسمبر ۲۰۱۲ء امام اعظم ابوحنیفہ کی حیات و کارنامے اور فقہی اجتہادی خدمات سے متعلق ایک عظیم علمی اور تاریخی کام ہونے جا رہا ہے جو پانچ سالہ منصوبہ پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ امام اعظم کے توسل سے حضرت مصباحی صاحب کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے تاکہ اس طرح کے تمام منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچ سکیں جن میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت اورنگ زیب عالمگیر جیسی شخصیات شامل ہیں۔

برصغیر ہندو پاک کے اہل سنت و جماعت نے ان عظیم شخصیات کی طرف سے سخت غفلت اور تساہلی برتی جس کا آج یہ نتیجہ نکلا کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلدین کا اسّی فیصد حصہ امام اعظم کی اُن خدمات سے بھی ناواقف ہے جن کی بنیاد پر اُن کی تقلید کرتا ہے۔ اسی طرح برصغیر میں ایسی بے شمار عظیم شخصیات ہیں جنہوں نے اپنی عمر مستعار کی ایک ایک سانس سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت اور فقہ حنفی اسلامی کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں وقف کر دی مگر ہم نے چند شخصیات کو سوادِ اعظم سمجھ لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری نسل نو کے علما بھی ان شخصیات کو اغیار کا مقتدیٰ سمجھنے لگے۔ اس کی بڑی مثال شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہیں۔

ہم اگر اسی طرح خواب غفلت میں پڑے سوتے رہے اور اب بھی نہ جاگے تو وہ دن دور نہیں جب ہمارا تاریخی اور علمی ورثہ ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا اور فتنۂ غیر مقلدیت کا سیلاب ہماری عوام تو عوام بلکہ خواص کو بھی بہا لے جائے گا۔ اس لیے فتنۂ وہابیت و سلفیت پر قابو پانے کے لیے امام اعظم کی ہمہ جہت شخصیت پر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ تحریک جماعت اہل سنت کشی نگر کے ارکان و اعوان اور اس سیمینار و کانفرنس کے متحرک و فعال رکن مولانا محمد ظفرالدین برکاتی کو جزائے خیر اور فیضان امام اعظم کے طفیل دارین

کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے کہ انہوں نے بروقت ایک مثبت اور ٹھوس قدم اٹھا کر منفی نظریات کے حاملین اور دیگر عظیم شخصیات اور ناموران اسلام پر کام نہ کرنے والوں کو ایک تاریخی پیغام اور پائیدار جواب دیا ہے۔

محب مکرم مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مدیر مسئول ماہنامہ کنز الایمان دہلی نے راقم سطور کو اس کاروانِ قلم وقرطاس میں شامل کیا اور کچھ لکھنے کے لیے کہا تو ایک مضمون بعنوان

"امام اعظم کی صحابہ کرام سے ملاقات اور روایت حدیث"

لکھا، اس کے علاوہ ایک مختصر عربی کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کے لیے کہا اور اصل کتاب سے پہلے امام اعظم اور علم حدیث کے تعلق سے ایک تفصیلی مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی۔ برکاتی صاحب کے اس حکم کی تعمیل حاضر خدمت ہے۔ یہ تفصیلی مضمون امام ابوحنیفة امام الائمة فی الحدیث نامی کتاب سے ماخوذ ہے۔

جس کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ الرسائل الثلاث الحديثية نامی کتاب میں شامل تین رسالوں میں سے ایک رسالہ ہے۔ اس میں شامل تین رسالے یہ ہیں:

(۱) كتاب الاربعين المختارة من حديث الامام ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ۔ للامام العلامة المحدث الفقية الشيخ يوسف بن حسن بن عبدالهادى الصالحى الدمشقى الحنبلى۔

(۲) عوالى الامام أبى حنيفة، للامام الحافظ شمس الدين يوسف بن خليل الدمشقى الحنبلى۔

(۳) الاحاديث السبعة عن سبعة من الصحابة الذين روى عنهم الامام ابوحنيفة رحمه الله۔ للامام الشيخ ناصر السنة ابى المكارم عبدالله بن حسين النيسابورى الحنفى۔

الرسائل الثلاث الحديثية کے مرتب الشيخ لطيف الرحمٰن الحنفى الهندى ہیں جو مكتبة الحرمين، لنشر و التوزيع دبئی الامارات العربية المتحده سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی ہے۔ پہلا رسالہ صفحہ ۱۲۴ تک ہے، دوسرا رسالہ ۱۲۵ سے ۵۱

تک ہے اور تیسرا رسالہ ۱۵۴ سے ۱۸۳ تک ہے۔ تیسرے رسالہ کا مقدمہ ۱۱ صفحات پر مشتمل ہے، اس رسالہ میں صرف سات حدیثیں ہیں اس لیے اصل متن صرف دو صفحہ میں ہے۔ اس کتاب کے دو قدیم مخطوطوں اور جدید طباعت کا عکس بھی شامل کتاب ہے۔

اس کتاب کے ترجمہ، تخریج، تحقیق اور ترتیب میں جن لوگوں کا علمی تعاون رہا میں تہہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں بالخصوص محقق علوم اسلامیہ مولانا شیخ اسید الحق قادری ازہری بدایونی جو ہمیشہ نیک اور مفید مشوروں کے ذریعہ رہنمائی کرتے رہتے ہیں اور عصر حاضر میں نئی نسل کے علماء اور خانقاہی شہزادوں کے لیے مشعل راہ ہیں اور مولانا محمد سلمان ازہری استاذ علوم الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ رونا ہی ضلع فیض آباد جن کی علمی صحبت میں رہ کر علوم الحدیث کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں حافظ محمد عیاض ثقلینی، حافظ ضمیر احمد ثقلینی، حافظ محمد قیس ثقلینی اور حافظ محمد افضال ثقلینی کا شکریہ ادا نہ کروں کہ ان حضرات نے دارالعلوم کی بعض ذمہ داریوں سے بے نیاز کر کے آسانیاں اور سہولتیں مہیا کیں جس سے چند دن کی قلیل مدت میں یہ اہم کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی عمر و علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

کتاب کے ترجمہ، تخریج، تحقیق اور ترتیب میں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ کسی طرح کی کوئی غلطی نہ رہے پھر بھی علوم الحدیث کے ماہرین اور تجربہ کار علمائے کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو بطورِ اصلاح مطلع کریں تاکہ آئندہ تصحیح کر دی جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ امام اعظم کے مرقد انور پر رحمت و غفران کی بارش فرمائے اور ان کے علمی وروحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین یا مجیب السائلین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فیوض و برکات امام اعظم کا ادنیٰ سوالی

فہیم احمد ثقلینی

فاضل جامعہ ازہر شریف، قاہرہ، مصر

دارالعلوم فیضان شاہ ثقلین، قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں، یوپی

موبائل نمبر: 09456279256

faheemahmad_92@yahoo.co.in

امام اعظم کی ولادت، نام وکنیت

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۸۰ھ میں ہوئی۔ جمہور ائمہ اسلام کے نزدیک یہی قول مقبول اور معروف ومختار ہے اور آپ کا وصال ۱۵/شعبان یعنی شب برات ۱۵۰ھ میں ہوا۔

آپ کا اسم گرامی ''نعمان'' کنیت ''ابوحنیفہ'' اور لقب ''امام اعظم'' مجتہد مطلق، امام الائمہ، امام المسلمین، سراج الامہ ہیں۔ آپ کے نام نعمان کے معانی دیکھنے کے بعد یہ یقین ہوتا ہے کہ آپ درحقیقت اسم بامسمی ہیں۔ امام ابن حجر مکی ہیتمی شافعی نے آپ کے نام کے معانی دیکھ کر آپ کے یہ اوصاف بیان کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''ائمہ اسلام اس پر متفق ہیں کہ آپ کا نام نعمان ہے اور اس میں یہ لطیف راز موجود ہیں:

(۱) نعمان کی اصل ایسا خون ہے جس سے بدن کا ڈھانچہ قائم ہے (۲) نعمان کا معنی روح ہے پس امام ابوحنیفہ کی وجہ سے فقہ اسلامی کا ڈھانچہ قائم ہے اور آپ ہی فقہ کی بنیاد ہیں (۳) نعمان کا معنی سرخ خوشبودار گھاس ہے یا ارغوان کے رنگ کو نعمان کہتے ہیں یعنی امام ابوحنیفہ کی عادات مبارکہ اچھی ہیں اور آپ کمال انتہا کو پہنچے (۴) نعمان کا لفظ نعمت سے ''فعلان'' کے وزن پر ہے پس امام ابوحنیفہ مخلوق پر اللہ کی نعمت عظمی ثابت ہوئے۔''

(الخیرات الحسان ص۴۶، ۴۷ فصل رابع)

کنیت سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

امام اعظم کی کنیت ''ابوحنیفہ'' ہے۔ لفظ حنیفۃ، حنیف کی مؤنث ہے آپ کی یہ کنیت کسی صاحبزادی کی وجہ سے نہ تھی کیوں کہ حماد کے علاوہ آپ کی اور کوئی بھی مذکر یا مونث اولاد تھی ہی نہیں۔ درحقیقت آپ کی یہ کنیت وصفی ہے جو امام اعظم نے بذات خود اختیار فرمائی جس کا مطلب ہے صاحب ملت حنیفہ یعنی ''ملل باطلہ سے اعراض کر کے ملت حق کو اختیار کرنے

والا'' آپ کی ذات ملت حنیفہ اور دین اسلام کے لیے وقف تھی۔ ملت حنیفہ کی اسی نسبت کے باعث آپ کی کنیت عوام وخواص میں ابو حنیفة مشہور ہو گئی۔

امام اعظم کے حق میں حضور ﷺ کی بشارت

رسول اللہ ﷺ نے اہل فارس کے ایک خوش نصیب شخص کے بارے میں خوش خبری دی ہے اس حدیث مبارک کو امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ أَوْقَالَ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهٗ۔ (الصحیح لمسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس ،رقم الحدیث ۲۵۴۶)

اگر دین اوج ثریا پر بھی ہوا تو اہل فارس یا ابنائے فارس میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پالے گا۔ ائمہ حدیث نے اس حدیث میں بشارت نبوی کا اطلاق امام اعظم پر کیا ہے۔

حجۃ الاسلام امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے تبییض الصحیفة میں امام مالک اور امام شافعی کی فضیلت پر وارد ہونے والی احادیث تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے:

أَقُوْلُ: وَقَدْ بَشَّرَ بِالْإِمَامِ أَبِیْ حَنِيْفَةَ فِی الْحَدِيْثِ الَّذِیْ أَخْرَجَهٗ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِی الْحِلْيَةِ الْاَوْلِيَاءِ۔ میں (جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں: اس حدیث میں امام ابوحنیفہ کی بشارت دی گئی ہے جسے امام ابونعیم اصفہانی (متوفی ۴۳۰ھ) نے حلیة الاولیاء میں روایت کیا ہے۔ یہ جملہ نقل کرنے کے بعد امام سیوطی نے اس حدیث مبارکہ کو تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پانچ مختلف کتب سے چھ عبارات مختلفہ سے تخریج کی ہے جو اِس حدیث کی ثقاہت پر پختہ دلیل ہے۔ آخر میں امام سیوطی نے اپنا تبصرہ اِن الفاظ میں درج کیا ہے:

فَهٰذَا أَصْلٌ صَحِيْحٌ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِی الْبَشَارَةِ وَالْفَضِيْلَةِ نَظِيْرُ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ فِی الْاِمَامَيْنِ وَيَسْتَغْنِیْ بِهٖ عَنِ الْخَبَرِ الْمَوْضُوْعِ۔

(تبييض الصحيفة بمناقب ابى حنيفة ۔۳۱،۳۳، بحواله موسوعة اعلام الفكر الاسلامی ،ص ۳۰۸)

ترجمہ: امام اعظم کے حق میں بشارت اور فضیلت پر یہ حدیث اصل اور صحیح ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے جس طرح کہ پہلی روایات میں امام مالک اور امام شافعی کی بشارت تھی اور امام اعظم کے حق میں یہ صحیح حدیث، موضوع روایات سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نسلاً فارسی تھے آپ کے آباء واجداد سرزمین فارس کے شہر ''انبار'' کے رہنے والے تھے۔ بعض مؤرخین نے بابل بھی لکھا ہے۔ اس وقت سلطنت فارس کا پایہ تخت ''کوفہ'' تھا۔ امام اعظم کے پوتے امام اسماعیل بن حماد صراحتاً بیان کرتے ہیں:

أنا اسمعيل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبناء فارس الاحرار، والله ماوقع علينارق قط۔

(سیراعلام النبلاء، ۶/ ۳۹۴، امام ذهبی)

میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان آزاد ابنائے فارس میں سے ہوں۔ اللہ رب العزت کی قسم! ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی۔

ہم امام اعظم کے پوتے اسماعیل بن حماد کی بیان کردہ روایت کا اطلاق صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث مبارکہ پر کرتے ہیں اور امام حماد کی روایت اور امام مسلم کی روایت کردہ حدیث کا موازنہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اعظم کے بارے میں ہی یہ بشارت دی تھی۔ یہاں یہ بات بالخصوص قابل توجہ ہے کہ معروف ائمہ فقہ میں سے صرف امام اعظم ابوحنیفہ وہ واحد شخص تھے جو اصلاً فارسی النسل تھے، اس لئے امام مسلم کی روایت کردہ حدیث مبارکہ کے حقیقی مصداق امام اعظم ابوحنیفہ ہی بنتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے علاوہ فقہائے ثلاثہ میں سے کوئی بھی اہل فارس میں سے نہ تھا۔ اس کی تفصیل کتب اسماء الرجال میں دیکھی جا سکتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۹۳ھ میں ہوئی اور ربیع الاول ۱۷۹ھ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بیت المقدس کے علاقہ عسقلان یا

غزہ میں ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا وصال ۵۴ سال کی عمر میں شب جمعہ بعد نماز مغرب ۲۰۴ھ میں قاہرہ مصر میں ہوا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے والدین اصلاً عربی النسل ہیں آپ کی ولادت ۲۰ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں ہوئی اور ستہتر سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ ۲۴۱ھ میں بغداد میں آپ کا وصال ہوا۔

امام اعظم کے خاندان میں سب سے پہلے تابعیت کے منصب پر فائز ہونے والے آپ کے دادا حضرت نعمان بن مرزبان تھے۔ اس وقت امام اعظم کے والد حضرت ثابت کم سن تھے کہ انہیں اُن کے والد حضرت نعمان اپنے ساتھ لے کر امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دعا کے لیے عرض کیا۔ حضرت علی نے آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے دعاے خیر و برکت فرمائی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا کا ہی نتیجہ تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ آسمان علم و فضل پر تابندہ ستارہ بن کر جگمگا رہے ہیں۔ امام اعظم کی قرآن و حدیث میں بلند درجہ فقاہت و ثقاہت کا جمیع ائمۂ حدیث و فقہ نے اعتراف کیا ہے، محدثین کی کثیر تعداد آپ کے فقہ الحدیث کی مداح ہے اور بہت سے محدثین حضرات اپنے شاگردوں اور پیروکاروں کو آپ کے فقہ الحدیث سے فیضاب ہونے کا درس دیتے رہے۔

امام مغیرہ بن مِقسَم (متوفی ۱۳۶ھ) محدث کبیر امام عبدالملک ابن جریج (متوفی ۱۵۰ھ) محدث اکبر امام ابن مہران اعمش (متوفی ۱۴۷ھ) محدث عظیم امام مسعر بن کدام (متوفی ۱۵۳ھ) امام سعید بن ابی عروبہ (متوفی ۱۵۶ھ) امام اوزاعی (متوفی ۱۵۷ھ) امیر المومنین فی الحدیث امام سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پڑپوتے محدث و فقیہ امام قاسم بن عبدالرحمٰن (متوفی ۱۷۵ھ) امام دار الہجرۃ حضرت مالک بن انس (متوفی ۱۷۹ھ) محدث کبیر امام وکیع بن جراح (متوفی ۱۹۶ھ) محدث اعظم امام سفیان بن عیینہ (متوفی ۱۹۸ھ) امام یحییٰ بن سعید قطان (متوفی ۱۹۱ھ) امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) جیسے عظیم و جلیل بلند پایہ سینکڑوں فقہاء و محدثین سے مروی روایات اور اقوال واحوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ ''امام اعظم فی الفقہ'' (فقہ میں سب سے بڑے

امام) کے رتبہ پر فائز ہیں جس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔

امام اعظم کے وہ تمام احوال جو کتب تواریخ وسیر میں مندرج ہیں، ان کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ امام اعظم سے کم علم، کم فہم لوگ مسائل پوچھنے نہیں آتے تھے بلکہ اس دور کے بے شمار صدوق، صالح، ثقہ، ثبت، اصدق، اوثق اور اثبت اکابر ومحدثین آپ سے استفسار اور استفتاء کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ وہ سب محدثین آپ کے تفقہ فی الدین، فقہی بصیرت اور آپ کی فقاہت حدیث کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ائمہ حدیث کی یہ تمام شہادتیں بغیر کسی مبالغہ کے اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ امام اعظم کے پاس احادیث کا وافر ذخیرہ تھا۔

امام اعظم تابعی ہیں

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ معروف ائمہ فقہ وحدیث میں صرف امام اعظم ابوحنیفہ واحد امام ہیں جو تابعی ہیں آپ کے علاوہ باقی ائمہ کرام میں سے کوئی امام تابعی نہیں۔ امام اعظم وہ خوش نصیب انسان ہیں جنہیں صحابہ کرام کی زیارت نصیب ہوئی لہٰذا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت وشہادت کے مطابق امام اعظم طبقۂ تابعین میں شامل ہو گئے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. تم میں بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر میرے بعد اُن کا زمانہ جو اُن سے ملیں یعنی تابعین کا زمانہ۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث ۳۴۵۰)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَاتَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَءَانِيْ اَوْ رَءَ ایٰ مَنْ رَءَانِيْ۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب رقم الحدیث ۲۸۵۸)

اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔

ان دونوں حدیثوں سے صحابی اور تابعی کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے۔

خطیب بغدادی نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے منقول صحابی کی تعریف یہ لکھی ہے:

كُلُّ مِنْ صَحِبَهٗ سِنَةً أَوْ شَهرًا أوسَاعةً أَوْ رَاٰهُ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهٖ لَهٗ مِنَ الصُحْبَةِ عَلىٰ قَدْرِ مَاصَحِبَهٗ۔(الكفاية في علم الرواية ١/٥١)

ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کی صحبت اختیار کی ہو ایک سال یا ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک ساعت یا اُس نے فقط حالت ایمان میں آپ کو دیکھا ہو، وہ آپ کے صحابہ میں سے ہے اسے اسی قدر شرفِ صحابیت حاصل ہے جس قدر اس نے صحبت اختیار کی۔

ائمۂ حدیث نے صحابی کی طرح تابعی کی بھی تعریف کی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مَنْ لَقِيَهٗ وَاِنْ لَمْ يَصْحَبْهٗ كَمَا قِيْلَ فِي الصَحَابِيْ. تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو اگر چہ اس کی صحبت اختیار نہ کی ہو جیسا کہ صحابی کے بارے میں کہا گیا ہے۔

یہی موقف امام حاکم، امام ابن صلاح، امام نووی، امام عراقی اور اکثر محدثین کا ہے۔

معتبر ائمۂ حدیث نے تابعی کی جو تعریفات کی ہیں ان کی رو سے اگر امام اعظم ابوحنیفہ کا کسی صحابی رسول کو صرف دیکھنا ثابت ہو جائے تو آپ کا شمار تابعین میں ہوگا۔ اس سلسلہ میں محدثین، مورخین اور فقہاے اسلام کے اقوال صراحتاً اِس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ امام اعظم نے صحابۂ کرام کی زیارت کی ہے اس کے علاوہ ائمۂ حدیث وفقہ اور تاریخ نے بھی اپنی تحریروں میں امام اعظم کو تابعی کہا اور لکھا ہے۔

امام ابونعیم اصفہانی مسند الامام ابی حنیفہ میں امام اعظم کا یہ قول ذکر کرتے ہیں:

رَءَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَائِمًا يُصَلِّي. میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ وہ حالت قیام میں تھے۔

معروف مؤرخ امام ابوعبداللہ محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) جامع بيان العلم وفضله ۱/۱۰۱ للامام ابن عبدالبر، امام ابوالفرج محمد بن اسحاق ابن ندیم (متوفی ۳۸۰ھ) الفہرست ۲۵۵، امام دار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ) العلل المتناهية ۱/۱۳۶ للامام ابن جوزی حافظ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) تاریخ بغداد ۱۳/۳۲۴ امام ابوسعد بن عبدالکریم سمعانی (متوفی ۵۶۲ھ) الانساب ۳/۳۷۔ امام عبدالرحمٰن ابن جوزی (متوفی ۵۷۹ھ) المنتظم

فی تاریخ الملوک والامم ۸/ ۱۲۹۔امام شمس الدین ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) وفیات الاعیان ۵/ ۴۰۶۔امام شمس الدین محمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلاء ۶/ ۲۹۱ علامہ صلاح الدین صفدی (۷۶۴ھ) الوافی بالوفیات ۲۷/ ۸۹۔امام ابن سعد یافعی (متوفی ۷۶۸ھ) مرأة الجنان وعبرة الیقظان ۱/ ۳۱۰۔امام ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) البدایة والنهایة ۱۰/ ۱۰۷۔امام زین الدین عراقی (متوفی ۸۰۶ھ) التقیید والایضاح ۳۳۲۔حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) تهذیب التهذیب ۴۰۱۱۰۔امام اجلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) طبقات الحفاظ ۱/ ۸۰۔امام شہاب الدین قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری۔قاضی حسین دیار بکری مالکی (متوفی ۹۶۶ھ) تاریخ الخمیس فی احوال أنفس نفیس ۲/ ۳۲۶۔امام ابن حجر مکی ہیتمی شافعی (متوفی ۹۷۳ھ) الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان۔امام ابن عماد حنبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ) شذرات الذهب فی اخبار من ذهب ۱/ ۲۲۷

کی تصریحات کے مطابق آپ تابعی ہیں اور صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہیں۔ ایسا جلیل القدر رتبہ آپ کے معاصرین میں اور بعد ازاں کسی امام کو نصیب نہیں ہوا۔اتنی پختہ تصریحات کے بعد بھی امام اعظم کی تابعیت پر شک کرنے والوں کے طرز عمل کو بقول امام بدر الدین عینی تعصب وعناد، بغض وحسد اور جہالت وہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

امام اعظم کے زمانہ میں بائیس صحابۂ کرام باحیات تھے

امام اعظم کے بارے میں اس بات پر اختلاف ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں کتنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو باحیات پایا یعنی عدد پر اختلاف ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ نے چار سے لے کر بائیس صحابہ کرام تک کو اپنی زندگی میں پایا۔جن محدثین کے مطابق امام اعظم ابوحنیفہ کی زندگی میں بائیس صحابۂ کرام باحیات تھے،ان محدثین کے نام مع کتاب وصفحہ نمبر درج ذیل ہے:

امام حسین بن علی صیمری (متوفی ۴۳۶ھ) أخبار أبی حنیفة وأصحابه، ص ۴)

امام علی ابن ماکولا (متوفی ۴۷۵ھ) الإکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف

والمختلف فی الأسماء ۶/۴۱۶) قاضی ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) وفیات الأعیان وأنباء الزمان۔ ۵/۴۰۶) امام شمس الدین ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء ۶/۳۹۱) امام ابومحمد عبداللہ بن اسعد یافعی (متوفی ۷۶۸ھ) مرأة الجنان وعبرة الیقظان۔ ۱/۳۱۰) امام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) اور امام محمد ابن بزاز کردری (متوفی ۸۲۷ھ)

اس کے علاوہ محدث سندھ امام محمد بن ہاشم ٹھٹھوی (متوفی ۱۱۷۴ھ) نے اپنی کتاب التحاف الأکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر میں اکیس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جن کا زمانہ امام اعظم نے پایا۔ اسی طرح شیخ محمد حسن سنبھلی نے بھی اپنی کتاب تنسیق النظام فی مسند الامام الاعظم للحصکفی میں ایسے بائیس صحابہ کرام کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جن کا زمانہ امام اعظم نے پایا۔

امام اعظم کے زمانہ میں باحیات صحابۂ کرام کے سنین وصال

معتبر کتب اسمائے رجال کے مطابق امام اعظم کے زمانہ میں حیات صحابۂ کرام کے سنین وصال درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۰۷ھ یا ۱۱۰ھ میں ہوئی۔
(ألاصابة فی تمییز الصحابة ۷/۲۳۰، از امام ابن حجر عسقلانی)

(۲) حضرت ہرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی۔
(تقریب التھذیب ۱/۵۷۱۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۳) حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کی وفات ثقہ قول کے مطابق ۹۹ھ میں ہوئی۔
(مناقب الامام الأعظم أبی حنیفة ۱/۱۲۔ از امام ابن بزاز کردری)

(۴) حضرت عکراش بن ذؤیب رضی اللہ عنہ کی وفات پہلی صدی ہجری کے آخر میں ہوئی۔
(تھذیب التھذیب ۷/۲۲۹۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۵) حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی۔
(تھذیب الکمال ۲۷/۳۰۱۔ از امام ابوالحجاج یوسف مزی)

(۶) حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی وفات عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں ہوئی، ان کا عہد خلافت ۹۹ھ سے شروع ہوا۔

(تہذیب الکمال ۳۲/۴۳۶۔ از امام ابوالحجاج یوسف مزی)

(۷) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۸ھ یا ۹۶ھ میں ہوئی۔

(اَلاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۴/۲۳، از امام ابن حجر عسقلانی)

(۸) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۶ھ میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ۱/۵۲۲۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۳ھ یا ۹۵ھ میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ۱/۳۳۰۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۱۰) حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی۔

(سیر أعلام النبلا۔ ۴/۱۷۲، از امام شمس الدین ذہبی)

(۱۱) حضرت سائب بن یزید بن سعید کندی رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ۳/۳۹۱۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۱۲) حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۸ھ یا ۹۱ھ میں ہوئی۔

(التاریخ الکبیر ۴/۹۷ از امام محمد بن اسماعیل بخاری)

(۱۳) حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۹ھ میں ہوئی۔

(تقریب التہذیب ۵/۱۴۵۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۱۴) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۷ھ یا ۸۸ھ میں ہوئی۔

(التاریخ الکبیر ۵/۲۴۔ از امام محمد بن اسماعیل بخاری)

(۱۵) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔

(تقریب التہذیب ۱/۵۴۵۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۱۶) حضرت عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۳/۱۰۳۱، از امام ابن عبدالبر مالکی)

(۱۷) حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی۔

(سیر أعلام النبلاء ۳/۳۶۳۔ از امام شمس الدین ذہبی)

(۱۸) حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی۔

(تهذيب التهذيب ۱/۳۸۱۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۱۹) حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

(مشاهير علماء الامصار ۱/۴۶۔ از امام ابن حبان)

(۲۰) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۳ھ یا ۸۵ میں ہوئی۔

(تهذيب التهذيب ۱۱/۸۹۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۲۱) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۴ھ یا ۹۵ھ میں ہوئی۔

(تهذيب التهذيب ۵/۱۴۹۔ از امام ابن حجر عسقلانی)

(۲۲) حضرت طاہر بن شہاب بجلی رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۳ھ میں ہوئی۔

(مشاهير علماء الامصار ۱/۴۸۔ از امام ابن حبان)

پانچ سال کی عمر میں سماع حدیث صحیح ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام اعظم کا بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لقاء اور ان سے سماع کرنا بہت چھوٹی عمر میں ہوا۔ اس لیے کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ پانچ یا چھ سال کی عمر میں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیسے سماع حدیث کر لیا؟

اس سلسلے میں گزارش ہے کہ محدثین کرام نے پانچ سال تک کی عمر میں سماع حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں کتاب العلم باب متی یصح سماع الصغیر (چھوٹے بچے کا سماعت حدیث کرنا کس عمر میں درست ہوتا ہے) کے تحت صحابی رسول حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے حدیث مبارکہ بیان کی ہے جو حدیث امام محمود بن ربیع نے پانچ سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہے۔

لہٰذا پانچ سال کی عمر میں سماع حدیث صحیح ہے۔

امام اعظم پر لکھنے والے تمام محدثین اور مؤرخین کی کتب کے گہرے مطالعے کے بعد یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ امام اعظم نے نہ صرف صحابہ کرام کی زیارت کی بلکہ آپ نے براہ راست صحابہ کرام سے سماع حدیث بھی کیا۔

امام اعظم کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل، امام بخاری کے شیخ، امام ابو نعیم فضل بن دکین (متوفی ۲۱۸ھ) امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد کے شیخ امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) امام ابو حامد حضرمی بعرانی (متوفی ۳۲۱ھ) امام علی بن کاس نخعی (۳۲۴ھ) امام محمد بن عمر بن جعابی (متوفی ۳۵۵ھ) امام ابو نعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) حسین بن علی صمیری (متوفی ۴۳۶ھ) امام احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) امام ابن عبدالبر اندلسی مالکی (متوفی ۴۶۳ھ) امام ابو معشر عبدالکریم شافعی (متوفی ۴۷۸ھ) امام موفق بن احمد مکی (متوفی ۵۶۸ھ) امام سبط ابن جوزی (متوفی ۶۵۴ھ) امام ابوالمؤید محمد بن خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) حافظ ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) امام ابن حجر مکی شافعی ہیتمی (متوفی ۹۷۳ھ) اور امام ابن عماد حنبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی تحقیق کے مطابق امام اعظم نے صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے اور احادیث روایت کی ہیں۔

ان دو صفاتِ عظیمہ کی بدولت آپ کا شمار جلیل القدر محدثین اور تابعین میں ہوتا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اخذ علم الحدیث کے مراکز

امام اعظم جب اس عالم رنگ و بو میں فروکش ہوئے تو اس وقت کا سارا عالم اسلام بشمول عراق و مصر علم الحدیث کی ضیا بار خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔ طالبان علم الحدیث مشرق و مغرب سے ائمہ اسلام کی خدمت میں آتے اور سالہا سال تک حصول فیض فرماتے۔ اس وقت درج ذیل مقامات خصوصی اہمیت کے حامل تھے اور امام اعظم ابو حنیفہ نے بطور خاص کوفہ، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور بصرہ سے علم الحدیث حاصل کیا۔

اس دور میں ان مقامات پر ہزارہا محدثین صحابہ اور تابعین موجود تھے جو اطراف و اکناف سے آنے والے سینکڑوں طلاب کو علم الحدیث کے چشمۂ فیض سے سیراب کر رہے تھے۔

ان میں سے کوفہ امام اعظم کا مولد و مسکن بھی تھا جو اُن چاروں مراکز حدیث میں سے بوجوہ ممتاز و منفرد حیثیت کا حامل تھا۔ امام اعظم اسی شہر میں پیدا ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری چند سالوں کے سوا (جب وہ بغداد منتقل ہو گئے تھے) عمر بھر یہاں پر ہی قیام فرما رہے۔

اس طرح آپ کا بچپن، نوجوانی، جوانی اور ادھیڑ عمری کے تمام ماہ و سال مدینۃ علم الحدیث کوفہ میں ہی گزرے۔ امام اعظم نے تحصیل علم الحدیث کے لیے کوفہ کے علاوہ جن شہروں کا بطور خاص سفر کیا، اُن میں حرمین شریفین اور بصرہ شامل ہیں۔ امام اعظم نے علم الحدیث کے ان عظیم مراکز کا کئی بار سفر کیا اور کئی سال وہاں پر موجود محدثین عظام سے علم الحدیث کی تحصیل کی۔

کوفہ کی علمی، تاریخی اور مذہبی حیثیت

علم الحدیث اور اس سے متعلقہ علوم کی آبیاری میں کوفہ کی بلند پایہ علمی و فنی خدمات کی ایک تاریخی حیثیت ہے۔ تاریخی اعتبار سے ۱۷ ہجری میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام کی کوفہ میں آمد کے وقت حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس شہر کی بنیاد رکھی اور اس کو فوجی چھاؤنی اور سرائے کی حیثیت سے آباد کیا لیکن جلد ہی یہ شہر صحابہ کرام کی کثیر تعداد میں آمد اور آباد کاری کے سبب علم و فن اور تقویٰ و طہارت کی آماج گاہ بن گیا اور اسلام کی عظیم تہذیب و ثقافت کا علمبردار بن کر آئندہ کئی صدیوں تک علم و فکر کا عظیم مرکز بنا رہا۔

خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، مرجع علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کوفہ کے تعلق سے اقوال پڑھنے کے بعد کوفہ کی قدر و منزلت اظہر من الشمس ہے۔

اسی لیے چوتھے خلیفۂ راشد حضرت علی مرتضیٰ نے سیاسی طور پر استحکام خلافت کے لیے اسلامی دارالحکومت کو بوجوہ مدینہ سے کوفہ منتقل کرنا ضروری سمجھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوفہ کو دارالخلافہ بنانے کے بعد یہاں پر علمی حوالے سے اہم ترین پیش رفت اس وقت ہوئی جب آپ کے ساتھ ساتھ سینکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی منتقل ہو گئے۔

دارالخلافہ بننے کے بعد ایک طرف تو قضاء و افتاء کی بنیادی ذمہ داریوں کا مرکز ہونے کی

وجہ سے کوفہ واہل کوفہ کی علمی وفقہی حیثیت مستند تر ہوتی چلی گئی جب کہ دوسری طرف علم الحدیث کے وارث ہزاروں صحابۂ کرام کی کوفہ میں آمد کی وجہ سے اس شہر میں علم الحدیث کے فروغ اور عروج کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

کوفہ میں موجود صحابہ کرام کی تعداد کے متعلق متعدد مؤرخین ومحدثین نے اقوال تابعین وتبع تابعین کی روشنی میں اپنی اپنی تحقیقات پیش کی ہیں ان طویل ترین تحقیقات کا خلاصہ سپرد قرطاس ہے۔

(۱) تابعی کبیر حضرت امام ابراہیم بن یزید نخعی (متوفی ۹۶ھ) کے مطابق بیعت رضوان کرنے والے چودہ سو صحابہ کرام میں سے تین سو اور غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والوں میں سے ستر صحابہ کرام کوفہ میں آ کر آباد ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ۹/۶۔ از امام ابن سعد)

(۲) تابعی کبیر حضرت امام قتادہ بن دعامہ بصری (متوفی ۹۶ھ) کی تحقیق کے مطابق ایک ہزار پچاس صحابہ کرام کوفہ میں آ کر اقامت گزیں ہوئے۔

(فتح المغیث شرح الفیئة الحدیث للعراقی ۳)

(۳) نقاد محدث امام احمد بن عبداللہ عجلی (متوفی ۲۶۱ھ) کی تحقیق کے مطابق کوفہ میں ایک ہزار پانچ سو صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

(فتح القدیر شرح الھدایۃ ۱/۱۰۴، از امام ابن الہمام)

(۴) مشہور مؤرخ اسلام حضرت ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) کے مطابق ایک سو پینتیس صحابہ کرام کوفہ میں مقیم تھے۔ امام ابن سعد نے ان صحابہ کرام کے نام اور مختصر تعارف بھی لکھا۔

(۵) مؤرخ اسلام خلیفہ بن خیاط (متوفی ۲۴۰ھ) نے اپنی کتاب الطبقات میں کوفہ میں اقامت اختیار کرنے والے ایک سو چھپن صحابہ کرام کے نام نقل کیے ہیں۔

معلوم ہوا کہ ابن سعد اور خلیفہ خیاط کی تحقیق کے مطابق تعداد کو ملا کر دو سو پندرہ صحابہ کرام نے کوفہ میں اپنا علمی فیض منتقل کیا۔

(۶) صاحب مستدرک محدث کبیر امام حاکم نے اپنی تحقیق کے مطابق دیگر شہروں میں آباد ہونے والے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی مرتب کیے ہیں جس میں انہوں نے کوفہ میں

آباد ہو جانے والے سینتالیس صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے۔کوفہ میں موجود سینکڑوں اصحاب رسول کی بدولت یہ شہر نہ صرف یہ کہ اسلامی علوم وفنون کی نرسری اور اولین درس گاہ کی حیثیت اختیار کر چکا تھا بلکہ علم الحدیث اور فقہ الحدیث کا مرکز بھی بن گیا تھا۔ذوات صحابہ کی بدولت کوفہ میں علم الحدیث کے بے شمار چشمے پھوٹ رہے تھے چنانچہ یہ ایک فطری امر تھا کہ دنیاے اسلام کے کونہ کونہ سے طالبان علم الحدیث اس کی طرف کھنچے چلے آئیں۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اگر کوئی شخص تحصیل علم کے لیے کوفہ سے باہر سفر کرتا تو دوسرے علاقوں میں موجود صحابہ کرام اسے ٹوکتے اور اسے کوفہ کے علمی مقام سے آگاہ کرتے۔

کوفہ کے حوالے سے یہ بات سوچنے والی ہے کہ ایسا مقام جہاں ہزار سے زائد صحابہ کرام کے علم الحدیث کی نہریں پھوٹی ہوں، ہزار ہا اکابر تابعین اسی علم الحدیث کو پھیلانے میں مصروف اور کوشاں ہوں اور ہزار ہا تشنگانِ علم، حدیث کے حصول کے لیے پوری دنیا سے کوفہ کا رخ کریں وہ شہر علم، ابو حنیفہ جیسے گوہر کو ''امام اعظم'' بناتا ہے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ ہاں تعجب اس میں ہے کہ اس تاریخی علمی وروحانی مرکز کے روح رواں امام وقت کو حدیث سے نابلد قرار دیا جائے۔

امام عفان نے کوفہ شہر میں چار ماہ رہ کر پچاس ہزار احادیث لکھ لیں۔امام عبداللہ نے وہاں پہنچ کر ایک ماہ میں تیس ہزار احادیث نقل کرلیں اور امام بخاری احادیث حاصل کرنے کے لیے اسی شہر میں بار بار جائیں تو لازمی ہے کہ امام ابوحنیفہ جیسے قابل ترین شخص نے صرف کوفہ میں ہی ہزار ہا احادیث کی سماعت کی ہوگی کیوں کہ آپ کوفہ میں روایت ہونے والی ہر حدیث سے واقف تھے۔

حافظ حدیث امام حسن بن صالح (متوفی ۱۶۹ھ) بیان کرتے ہیں:

كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَارِفًا بِحَدِيْثِ اَهْلِ الكوفَةِ وفِقْهِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ، وَكَانَ حَافِظًا لِفِعْلِ رسولِ اللّٰه ﷺ الْاَخِيْرِ الَّذِیْ قَبِضَ عَلَيْهِ مِمَّا وَصَلَ اِلٰی اَهْلِ بَلَدِهٖ۔(أخبار أبی حنیفة واصحابه،ص ۱۱)

امام ابوحنیفہ تمام اہل کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے عالم تھے اور اپنے شہر کے

رہنے والے محدثین تک حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام احادیث کے حافظ تھے۔

خود امام اعظم فرمایا کرتے تھے:

أَنَا عَالِمُ بِعِلْمِ أَهْلِ الْكُوفَةِ۔ میں اہل کوفہ کے علم کا عالم ہوں۔

امام حسن بن صالح اور امام اعظم کے قول سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ کوفہ میں موجود جمیع محدثین اور فقہاء کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث پر امام اعظم ابو حنیفہ کی گہری نگاہ تھی اور بالخصوص آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری عمل مبارک کے حافظ تھے۔ اس قول سے آپ کی عظیم محدثانہ شان اور فقیہانہ بصیرت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

امام ابن عبد البر مالکی (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لِاَنَّ شَأْنَ الْمَسَائِلِ بِالْكُوفَةِ مَدَارُهُ عَلَىٰ أَبِیْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِهِ وَالثَّوْرِیُّ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۳۰۵) کوفہ کے علم کی اس شان کا تاج امام ابو حنیفہ ان کے شاگردوں اور امام سفیان ثوری کے سر پر ہے۔

امام اعظم نے بعمر سولہ سال ۹۶ھ میں پہلا حج کیا۔ اس سفر حج میں آپ کے والد محترم حضرت ثابت ساتھ تھے اور حرمین شریفین کی طرف پہلا سفر تھا۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے پچپن حج کیے یوں آپ نے ۹۶ھ سے لے کر ۱۵۰ھ تک ہر سال حج کے لیے سفر حجاز کیا۔

اس روایت کو امام یحییٰ بن آدم نے مناقب الامام الاعظم أبی حنیفة (۲۵۳/۱) میں ذکر کیا ہے۔

حرمین شریفین میں امام اعظم کا قیام

جیسا کہ سطور بالا سے واضح ہوا کہ امام اعظم نے اپنی ستر سال کی عمر شریف میں پچپن حج کیے اگر ایک سفر حج کی مدت مع قیام حرمین دو ماہ بھی فرض کر لیا جائے تو سفر حج اور قیام حرمین کا یہ عرصہ ایک سو دس ماہ یعنی تقریباً نو سال بنتا ہے۔ کوئی شخص اس عرصۂ قیام کو کم کرنا چاہے تو کر لے پھر بھی اگر اس عرصۂ قیام کو ایک مہینہ کر لیں تو بھی اس کا نصف ساڑھے چار سال بنتا

ہے۔امام اعظم کے حرمین شریفین میں قیام کی کم از کم مدت اس سے ہرگز کم نہیں ہو سکتی کیوں کہ یہ ناممکن ہے کہ امام صاحب حرمین شریفین میں جائیں اور وہاں محدثین کی صحبتوں سے فیضیاب نہ ہوتے ہوں جب کہ دہاں حج بھی کرنا ہو تو امام صاحب کی وہاں مدت قیام کم از کم ساڑھے چار سال بن جاتی ہے۔

واضح رہے کہ یہ قیام حرمین اس قیام کے علاوہ ہے جس کا ذکر سطور ذیل میں ہے۔

امام اعظم حج کے ان سفروں کے علاوہ بھی مزید چھ سال مستقل طور پر حرمین شریفین میں قیام پذیر رہے۔۱۳۰ھ میں بنوامیہ کی ظالمانہ روش سے پریشان ہو کر نقل مکانی کر کے حرمین شریفین چلے گئے تھے۔اس عرصہ کے دوران آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کیا۔آپ ۱۳۰ھ سے لے کر ۱۳۶ھ تک چھ سال حرمین شریفین میں مقیم رہے۔ان چھ سالوں کے دوران بنوامیہ کی حکومت ختم ہونے کے بعد آپ خلافت عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر عبداللہ بن محمد منصور عباسی کے دور میں واپس تشریف لائے۔(مناقب الامام الاعظم ۲/۲۳،از امام موفق بن احمد مکی)

مذکورہ بالا دونوں عرصۂ قیام ملانے سے مجموعی طور پر امام اعظم کا مکہ اور مدینہ میں قیام کا کل عرصہ ساڑھے دس سال بنتا ہے تقریباً گیارہ برس کے اس طویل قیام سے حرمین شریفین میں علم الحدیث کا کون سا ذخیرہ باقی بچ گیا ہوگا جو امام اعظم نے اپنی جھولی میں جمع نہیں کیا۔

اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین عظام کا علمی فیض سمیٹنے کے لیے امام اعظم ابو حنیفہ نے بیس مرتبہ بصرہ کا سفر کیا،کوفہ کی طرح جو علم الحدیث بصرہ میں تھا آپ نے اسے بیس مرتبہ سے زائد سفر کر کے حاصل کیا۔

خلاصۂ بحث یہی ہے کہ اپنا مولد و مسکن ہونے کی وجہ سے سب سے پہلے امام اعظم کوفہ میں موجود علم الحدیث کے تمام چشموں سے سیراب ہوئے،اس کے بعد جو علم الحدیث سرزمین حجاز یعنی مکہ و مدینہ میں تھا اُس کو بھی اپنے ذخیرۂ علم کا حصہ بنایا،ساتھ ہی آپ نے خصوصاً بصرہ میں موجود علم الحدیث کو بھی اپنے دامن صدرنگ میں سمیٹا۔الغرض امام اعظم نے ان چاروں مراکز علم الحدیث کے علاوہ پوری اسلامی دنیا کے ائمہ حدیث سے علم الحدیث کی تحصیل کی۔

نتیجتاً اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی جہد مسلسل اور محنت شاقہ کی بدولت ''امام اعظم'' کے

نام سے ملقب ہو کر علمی افق پر مثل ماہتاب چمکے اور صرف فقہ الحدیث میں ہی نہیں بلکہ علم الحدیث میں بھی امام الائمہ فی الحدیث کے اعلیٰ رتبہ پر متمکن ہوئے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ کرام کے علم الحدیث کے وارث

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جن طرق کے ذریعہ صحابہ کرام سے علم حدیث حاصل کیا اُسے خطیب بغدادی اور دیگر ائمہ نے آپ ہی کی زبانی روایت کی ہے۔

خطیب بغدادی روایت کرتے ہیں کہ امام اعظم نے فرمایا:

دَخَلْتُ عَلیٰ أَبِی جَعْفَر أمیر المؤمِنِیْنَ، فَقَالَ لِیْ یَا أَبَا حَنِیْفَةَ ! عَمَّنْ أَخَذْتَ العِلْمَ قَالَ: قُلْتُ: عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب، وَعَلی بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ جَعْفَر: بَخٍ بَخٍ اِسْتَوْثَقْتَ مَاشِئْتَ یَا أَبَا حَنِیْفَةَ ۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۳۴، از امام خطیب بغدادی۔ تہذیب الأسماء واللغات ۲/ ۲۱۸۔ از امام نووی)

میں امیر المومنین ابو جعفر منصور کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا، ابوحنیفہ! آپ نے علم الحدیث کہاں سے حاصل کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے بواسطۂ امام حماد بن سلیمان، امام ابراہیم بن یزید نخعی کے طریق سے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے علم الحدیث حاصل کیا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ ابو جعفر منصور نے کہا: بہت خوب ابوحنیفہ آپ نے ان طیب، پاکیزہ اور مبارک ہستیوں صلوات اللہ علیہم سے حسب خواہش علمی ثقاہت اور پختگی و مضبوطی حاصل کر لی ہے۔

اس روایت میں امام اعظم نے اکابر تابعین اور جلیل القدر صحابہ کرام تک علم الحدیث میں اپنی متصل سند بیان فرمائی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کو براہ راست بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت سے مستفید ہونے اور ان سے روایت حدیث کرنے کی بناء پر تابعیت کا شرف حاصل ہے جس کا ذکر ماسبق میں گذرا۔ علاوہ ازیں آپ نے اپنے اکابر شیوخ تابعین کے توسط سے بھی خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام سے اخذ حدیث اور اکتساب علم کیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ علم الحدیث میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر اور امام میمون بن مہران کے شاگرد ہیں۔ انہی کی طرف سے آپ علم الحدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وارث بنتے ہیں۔

امام اعظم نے حضرت ابو بکر سے دو واسطوں سے احادیث روایت کی ہیں۔

اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہ علم الحدیث میں سیدنا عمر فاروق کے بھی وارث ہیں، امام اعظم کی حضرت عمر فاروق اعظم سے روایت حدیث میں دو واسطے ہیں اور دو سندیں ہیں۔ پہلی سند میں امام اعظم کے شیخ سالم بن عبداللہ بن عمر اور ان کے شیخ عبداللہ بن عمر ہیں اور دوسری سند میں امام اعظم کے شیخ زید بن اسلم اور ان کے شیخ اسلم مولی عمر بن الخطاب ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ علم الحدیث میں سیدنا عثمان غنی کے بھی وارث ہیں۔ چنانچہ خلیفۂ سوم تک امام اعظم کی سند میں صرف ایک واسطہ ہے، امام اعظم ابو حنیفہ کے شیخ موسیٰ بن طلحہ تیمی مدنی ہیں اور ان کے شیخ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنی ہیں۔

جن جلیل القدر صحابہ کرام کے ذریعہ علم الحدیث کوفہ میں بکثرت منتقل ہوا پھر جو حضرات کوفہ میں علم الحدیث کے بانی کہلائے امام اعظم کی اسانید اُن حضرات تک بھی پہنچتی ہیں۔ ان عالی مرتبت صحابہ کرام میں حضرت علی کا شمار صف اول میں ہوتا ہے۔ امام اعظم تابعین کے واسطے سے حضرت علی سے بھی روایت کرتے ہیں۔ اس سند میں امام اعظم کے شیخ ابراہیم بن یزید نخعی ہیں اور ان کے شیخ قاضی شریح بن حارث کوفی ہیں۔ دوسری سند میں امام اعظم کے شیخ ابو اسحاق سبیعی ہیں اور ان کے شیخ مسروق بن اجدع ہیں اور تیسری سند میں امام اعظم کے شیخ سلمہ بن کہیل ہیں اور ان کے شیخ علقمہ بن قیس نخعی ہیں۔

اس طرح امام اعظم حضرت علی کے علم الحدیث کے بھی وارث ہیں۔

امام ابو حنیفہ جس طرح خلفائے راشدین کے علم الحدیث کے وارث ہیں اسی طرح اپنے کئی اکابر اساتذہ کے طرق سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تک بھی صرف ایک واسطہ سے آپ کی سند حدیث موجود ہے۔ امہات المومنین تک آپ کی آٹھ سندیں ہیں۔

امام اعظم کو یہ خوش نصیبی بھی حاصل ہے کہ آپ اپنے اکابر شیوخ تابعین کے کئی طرق اور واسطوں سے خلفائے راشدین اور ازواج مطہرات کے علاوہ عبادلۂ ثلاثہ کے علم الحدیث کے بھی وارث ہیں۔ عبادلۂ ثلاثہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی کوفہ میں علم الحدیث کے بانی کہلائے۔ امام اعظم کی حضرت عبداللہ بن مسعود تک روایت حدیث کی سات سندیں ہیں۔ امام اعظم اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے درمیان چھ سندوں میں دو اور ساتویں سند میں تین واسطے ہیں۔

اسی طرح امام اعظم اپنے شیوخ کے ذریعہ سات طرق سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علم الحدیث کے وارث ہیں اور ساتوں طرق میں امام اعظم اور حضرت عبداللہ بن عباس کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

اسی طرح امام اعظم اپنے شیوخ کے ذریعہ عبادلۂ ثلاثہ میں سے تیسرے فرد حضرت عبداللہ بن عمر کے علم الحدیث کے بھی چھ نمایاں طرق سے وارث ٹھہرے ہیں اور چھ طرق میں امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت عبداللہ بن عمر کے درمیان ایک شیخ کا واسطہ ہے۔

ان طرق کی علمی تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام اعظم اپنے اجل اور اوثق شیوخ کے ذریعہ اکابر صحابہ کرام کے علم الحدیث کے وارث ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا امام اعظم کے طرق اور اسانید حدیث کی تفصیل کے طالب معتبر ومعتمد، مشہور ومعروف کتب اسماء رجال کا مطالعہ کریں۔ مثلاً

(۱) التاریخ الکبیر (۲) التاریخ الصغیر۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)

(۳) الکنی والاسماء۔ امام مسلم (۲۶۱ھ)

(۴) الجرح والتعدیل۔ امام ابن ابی حاتم (۳۲۷ھ)

(۵) کتاب الثقات امام ابن حبان (۳۵۴ھ)

(۶) تاریخ بغداد امام خطیب بغدادی (۴۶۳ھ)

(۷) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب امام ابن عبدالبر مالکی (۴۶۳ھ)

(۸) تہذیب الاسماء واللغات امام ابوزکریا نووی (۶۷۷ھ)

(۹) تہذیب الکمال امام ابوالحجاج مزی (۷۴۲ھ)

(۱۰) تذکرۃ الحفاظ	امام شمس الدین ذہبی	(۷۴۸ھ)
(۱۱) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	امام ابن حجر عسقلانی	(۸۵۲ھ)
(۱۲) طبقات الحفاظ	امام جلال الدین سیوطی	(۹۱۱ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ نو ائمہ اہل بیت نبوی کے علم الحدیث کے وارث

گزشتہ سطور میں کثیر دلائل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ امام اعظم اکابر صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور ازواج مطہرات کے علم الحدیث کے وارث ہیں اسی طرح امام اعظم کے دور میں اہل بیت نبوی کے جتنے امام موجود تھے اور جن سے علم نبوت کے چشمے جاری ہو رہے تھے آپ نے ایک ایک کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ طے کیا۔ اہل بیت اطہار میں سے نو اکابر حضرات امام اعظم کے شیوخ ہیں۔ اہل بیت اطہار ہونے کی حیثیت سے ان میں سے اکثر کا علمی سلسلہ سیدنا مولا علی مرتضی کے توسط سے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تک جاتا ہے۔

فقہ وحدیث کے کسی بھی امام کو امام ابوحنیفہ کی طرح کثیر ائمہ اہل بیت سے فیضیاب ہونے کا یہ شرف نصیب نہیں ہوا۔

ائمہ اہل بیت اطہار میں

(۱) امام ابوجعفر محمد باقر بن امام زین العابدین	(متوفی ۱۱۴ھ)
(۲) امام زید بن امام زین العابدین	(متوفی ۱۲۲ھ)
(۳) امام عبداللہ بن امام زین العابدین	(متوفی ......)
(۴) امام ابوعبداللہ جعفر صادق بن امام محمد باقر	(متوفی ۱۴۸ھ)
(۵) امام عبداللہ بن حسن مثنی	(متوفی ۱۴۵ھ)
(۶) امام حسن مثلث بن حسن مثنی	(متوفی ۱۴۵ھ)
(۷) امام حسن بن زید	(متوفی ۱۶۸ھ)
(۸) امام حسن بن محمد بن حنفیہ	(متوفی ۹۹ھ)
(۹) امام جعفر بن تمام بن عباس	(......)

سے امام اعظم نے احادیث روایت کی ہیں اور بلا واسطہ ائمۂ اہل بیت اطہار کے علم الحدیث کے وارث ہیں۔

امام اعظم تاریخ اسلام کی وہ واحد علمی شخصیت ہیں جو نہ صرف خلفائے راشدین المہدئین، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے علم الحدیث کے جامع ہیں۔

یہ اسانید اعلیٰ وارفع ہونے کے ساتھ ساتھ منفرد اور یکتا بھی ہیں کہ امام اعظم کے علاوہ روئے زمین پر فقہ وحدیث کا کوئی اور امام براہ راست ان مقدس شخصیات سے علمی خوشہ چینی کا دعوے دار نہیں۔ ان سلاسل عظیمہ سے نسبت کی بدولت آپ علم اہل بیت اور فیضان اہل بیت کے بھی وارث ہیں۔

امام اعظم عالم اسلام کی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے قرآن وحدیث سے احکام ومسائل استنباط کر کے فقہ کو پہلی بار مدوّن کیا اور علم الفقہ کو بطورِ فن امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا لہٰذا علم الفقہ کے اصول وضع کرنے والے اور شریعت محمدی کو فقہی ابواب کے مطابق تشکیل وترتیب دینے والے امام ابوحنیفہ خود ہی ہیں۔ امام مالک نے المؤطا میں آپ کے مرتب کردہ فقہی ابواب کا اسلوب اختیار کرنے میں آپ کی پیروی کی اور بعد کے ائمہ اسی ترتیب ابواب کے مطابق اپنی کتب احادیث اور فقہ کی ترتیب وتدوین کرنے لگے۔

امام ابوالموید محمد خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے اس حقیقت کا اظہار اپنی کتاب جامع المسانید ۱/۳۴'' میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اپنی کتاب الخیرات الحسان میں اس امر کا اظہار کیا ہے۔

امام اعظم اور دیگر ائمۂ فقہ وحدیث کے شیوخ کی تعداد کا تقابل

امام اعظم کے خلاف یہ پروپیگنڈہ بھی کیا جاتا ہے کہ آپ کو صرف سترہ حدیثیں آتی تھیں یا آپ کے پاس بڑا قلیل ذخیرۂ حدیث تھا۔ حاسد مخالفین کی طرف سے اس بے سروپا الزام کو ذہن میں رکھ کر ان کی پوری فقہی اور دینی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ اس سے بڑا جھوٹ پوری علمی تاریخ میں نہیں بولا گیا۔

امام زرقانی کی کتاب شرح المؤطا (۱/۲) کے مطابق امام مالک کے شیوخ اور اساتذہ کی تعداد نو سو سے زیادہ ہے۔ امام ذہبی کی کتاب سیر اعلام النبلاء (۱۱/۱۸۱) کے مطابق امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب المسند میں دو سو اسّی شیوخ سے احادیث روایت کی ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب مقدمة فتح الباری (۶۴۲) میں ہے کہ امام بخاری کے اپنے بیان کے مطابق ان کے شیوخ و اساتذہ ایک ہزار اسّی ہیں۔ امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (۱۲۱/۵۶۱) میں امام مسلم کے شیوخ و اساتذہ کی تعداد دو سو بیس بتائی ہے جن سے آپ نے صحیح مسلم میں روایات لی ہیں۔ امام ترمذی کے دو سو اکیس شیوخ ہیں۔ تہذیب التہذیب (۴/۱۵۱) میں امام ابن حجر عسقلانی نے امام ابو داؤد کے شیوخ کی تعداد تین سو بتائی ہے، یہ تعداد ان کی سب کتب کو ملا کر ہے۔ سیر اعلام النبلاء (۱۴/۱۲۵) میں امام ذہبی نے امام نسائی کے ستر شیوخ کا ذکر کیا ہے۔ امام ابن ماجہ کے شیوخ کی تعداد امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (۱۳/۲۷۷) میں تیس لکھی ہے لیکن کل شیوخ کی تعداد کا تعین کسی نے نہیں کیا۔

اساتذۂ ائمہ کی کثرت جہاں محدثین کے ذوق علم الحدیث کی غماز ہے وہاں ان کے وسعت علم الحدیث کی دلیل بھی ہے اسی لیے اکابر محدثین کے اساتذہ کی تعداد کم از کم دو سو سے لے کر زیادہ سے زیادہ ایک ہزار اسّی تک پہنچتی ہے۔

امام اعظم اس حوالے سے بھی تمام ائمہ حدیث کے مقابلے میں منفرد مقام پر فائز ہیں کیوں کہ آپ کے شیوخ کی تعداد اُن سب سے زیادہ چار ہزار ہے۔

امام اعظم نے چار ہزار اساتذہ سے علم الحدیث حاصل کیا۔ اساتذۂ امام اعظم کی یہ تعداد امام موفق بن احمد مکی نے مناقب الامام ابی حنیفة (۱/۳۸) میں، امام خوارزمی نے جامع المسانید (۱/۳۲) میں، امام ابن بزاز کردری نے مناقب الامام الاعظم (۱/۶۸) میں، امام ابن حجر مکی شافعی نے الخیرات الحسان (۳۶) میں اور امام محمد بن یوسف صالحی شامی نے عقود الجمان (۶۳) میں بیان کی ہے۔

بعض ائمہ کرام نے ناموں کے ساتھ امام اعظم کے شیوخ حدیث کا تذکرہ اپنی کتابوں

میں کیا ہے۔ایک سو پچیس شیوخ حدیث کے نام آپ کے اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھے ہیں۔

امام اعظم نے اپنے جن جلیل القدر محدث شیوخ سے روایت کیا ہے وہ سب عادل اور ثقہ تھے۔امام صاحب کے شیوخ کے عدول اور ثقہ ہونی کی کئی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کو حضور اکرم ﷺ سے تقرب زمانی حاصل ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ دور فتنۂ وضع حدیث سے محفوظ تھا اور احادیث موضوعہ کا وجود نہ تھا۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابن حبان اور امام ابن خزیمہ اور بعد میں آنے والے جتنے بھی محدثین نے احادیث روایت کیں ان کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کم از کم تین، چار اور پانچ واسطے ہیں ان واسطوں میں امام اعظم کے سلسلۂ اسانید کی طرح صرف صحابہ کرام اور اکابر تابعین نہیں بلکہ ان میں اکابر کے ساتھ وسطٰی اور اصاغر درجات کے تابعین و تبع تابعین رواۃ شامل تھے۔

دیگر ائمۂ حدیث کی نسبت آپ کا زمانہ حضور نبی اکرم ﷺ سے انتہائی اقرب تھا، آپ دورِ صحابہ میں پیدا ہوئے اور خود تابعی تھے لہٰذا حضور نبی اکرم ﷺ سے اس اقرب زمانی کی بدولت آپ کو جن شیوخ سے بھی احادیث ملیں وہ یا تو صحابہ کرام تھے یا کبار تابعین تھے یا کم از کم اکابر تبع تابعین تھے چوں کہ امام اعظم کے تابعین شیوخ بلاواسطہ صحابہ کرام اور اکابر تابعین کے فیض یافتگان اور تربیت یافتہ تھے اس لیے ان کے صدق واخلاص اور خلوص وللّٰہیت پر کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

امام اعظم کے سب شیوخ کے عادل اور ثقہ ہونے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ دورِ مابعد کے محدثین کو صرف بعد زمانی کا ہی سامنا نہیں کرنا پڑا بلکہ بدعتی فرقوں کے وجود میں آنے کے سبب احادیث کی جانچ پڑتال کے لیے دِقت نظری کے ساتھ ساتھ بالالتزام اسناد کے ساتھ حدیث بیان کرنے کی روایت پختہ تر ہوتی چلی گئی جو کہ اس سے پہلے صحابہ اور تابعین کے ادوار میں نہ تھی۔

امام اعظم کے انہی عادل اور ثقہ شیوخ کے متعلق امام عبدالوہاب شعرانی شافعی مصری (متوفی ۹۷۳ھ) کہتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ کی تین مسانید دیکھنے کا موقع ملا ہے میں نے ان میں دیکھا:

لایروی حدیثا الاعن خیار التابعین العدول الثقات، الذین هم من خیر القرون بشهادة رسول الله ﷺ کالاسود، وعلقمة، وعطاء وعکرمة، مجاهد، ومکحول والحسن البصری وأضرابهم رضی الله تعالیٰ عنهم فکل الرواة الذین هم بینه وبین رسول الله عدول ثقات أعلام، اخیار، لیس فیهم کذاب ولامتهم بکذاب۔

(میزان الشریعة الکبری: ۱/ ٦٨)

کہ امام ابوحنیفہ ثقات، عدول اور خیار تابعین کے سوا کسی سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کرتے۔ یہ تابعین وہی ہیں جن کو حضور نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے خیر القرون میں شمار کیا گیا ہے، ان میں اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول، حسن بصری اور ان جیسے دوسرے اکابر تابعین شامل ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پس حضور نبی اکرم ﷺ اور ان کے درمیان سارے رواۃ عدول، ثقات، نہایت بلند پایہ اور بہترین اوصاف کے حامل تھے۔ ان میں کوئی بھی کذاب اور متہم بالکذب نہیں تھا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ امام بخاری کے شیخ الشیوخ

امام بخاری کے والد کا اسم گرامی اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری ہے۔ ان کے دو شیوخ جن کے نام امام عبداللہ بن مبارک اور امام حماد بن زید ہیں وہ دونوں امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ ان دو طرق سے امام بخاری امام اعظم کے پڑپوتے شاگرد ہیں۔

امام مکی بن ابراہیم، امام ضحاک بن مخلد، امام محمد بن عبداللہ انصاری، امام ابوعبدالرحمٰن المقری، امام ابومحمد عبیداللہ بن موسی کوفی، ابونعیم فضل بن دکین امام بخاری کے شیخ ہیں اور امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی اسانید اور طرق ہیں جن میں امام بخاری کے شیخ امام اعظم کے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد ہیں لہٰذا، ان طرق سے ثابت ہے کہ امام اعظم امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان دلائل کے ہوتے ہوئے کسی بھی صاحب علم کو امام اعظم کے امام الائمۃ فی الحدیث ہونے پر انکار کی گنجائش نہیں۔

امام بخاری کی ثلاثیات کے راوی بھی امام اعظم کے تلامذہ

امام بخاری کی سند عالی ثلاثی ہے:

امام بخاری کی سب سے اعلیٰ سند تین واسطوں سے ہے جسے اصطلاح محدثین میں ثلاثیات کا نام دیا گیا ہے۔ امام بخاری کی تین واسطوں سے کل مرویات بائیس احادیث ہیں اور امام بخاری کی بائیس ثلاثیات پانچ راویوں سے مروی ہیں۔

پانچ راویوں کے ثلاثیات کو روایت کرنے کی درج ذیل ترتیب بنتی ہے:

(۱) خلاد بن یحییٰ سے ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔

(۲) عصام بن خالد سے بھی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔

(۳) محمد بن عبداللہ انصاری سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

(۴) ابوعاصم ضحاک بن مخلد النبیل سے چھ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

(۵) مکی بن ابراہیم سے گیارہ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

امام بخاری کی بائیس ثلاثیات میں سے اکیس کے راوی امام اعظم ﷜ کے شاگرد ہیں۔ بڑی ایمان افروز اور خاص بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا راویوں سے امام بخاری نے بائیس میں سے اکیس حدیثیں لی ہیں اُن اکیس ثلاثیاتِ بخاری کے چاروں راوی امام اعظم ابوحنیفہ کے حنفی المذہب شاگرد ہیں اور امام بخاری کے شیخ ہیں۔

یہ اسانید امام بخاری کا سب سے بڑا سرمایۂ افتخار ہیں۔ صحیح البخاری کی بائیس ثلاثیات میں سے ان اکیس کے راویوں کو جو کہ امام اعظم کے شاگرد ہیں، ایک طرف کر دیا جائے تو امام بخاری کا ثلاثیات کے ضمن میں امتیاز و افتخار ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ثلاثیاتِ بخاری کے وہ چار رواۃ جو امام بخاری کے شیخ اور امام اعظم کے شاگرد ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) امام مکی بن ابراہیم بلخی (متوفی ۲۱۵ھ) سے سب سے زیادہ گیارہ ثلاثیات بخاری مروی ہیں۔ یہ صحاح ستہ میں سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ کے راوی ہیں جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ (تہذیب الکمال ۲۸/۲۷۷، از امام مزی)

(۲) امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل (متوفی ۲۱۲ھ) سے چھ ثلاثیات بخاری مروی ہیں۔ یہ صحاح ستہ کی تمام کتب کے راوی ہیں امام بخاری کے شیخ ہیں اور امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۶/ ۳۹۳ھ از امام محمد ذہبی)

(۳) امام محمد بن عبداللہ انصاری (متوفی ۲۱۵ھ) سے تین ثلاثیات بخاری مروی ہیں۔ یہ بھی تمام کتب صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ امام مزی اور امام ذہبی کی تحقیق کے مطابق امام محمد بن عبداللہ انصاری، امام اعظم کے محدثین تلامذہ میں سے ہیں۔

(تہذیب الکمال ۲۹/ ۴۲۱، سیر اعلام النبلاء ۶/ ۳۹۴)

(۴) امام خلاد بن یحییٰ اسلمی (متوفی ۲۱۳) امام بخاری کی بائیس ثلاثیات میں سے ایک حدیث کے راوی ہیں۔ صحیح بخاری سنن ترمذی اور سنن ابی داؤد کے راوی بھی ہیں۔

(میزان الاعتدال ۲/ ۴۴۶، از امام ذہبی)

یہ چاروں محدثین حضرات امام اعظم کے وہ شاگرد ہیں جنہوں نے امام بخاری کی اکیس ثلاثیات کو روایت کیا ہے باقی صرف ایک رہ جاتی ہے جو امام بخاری نے امام اعظم کے شاگردوں کے علاوہ اپنے ایک شیخ عصام بن خالد سے لی ہے۔

امام اعظم بارہ طرق سے امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں اور گیارہ طرق سے امام ابوحنیفہ صرف دو واسطوں سے ائمہ صحاح ستہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے پڑدادا شیخ بنتے ہیں اور یہ سبھی جلیل القدر ائمہ امام اعظم کے پڑپوتے شاگرد بن گئے۔

اسی طرح امام اعظم امام محمد بن حسن شیبانی کے واسطے سے امام شافعی کے شیخ ہیں۔ دوسرے طرق سے امام مسلم بن خالد زنجی کے واسطے سے امام محمد بن ادریس شافعی کے شیخ ہیں۔ تیسری سند میں امام علی بن ظبیان کے واسطے سے امام شافعی کے استاذ ہیں۔ چوتھی سند میں امام عبدالمجید بن عبدالعزیز کے واسطہ سے امام شافعی کے استاذ ہیں۔

اسی طرح امام اعظم بارہ طرق سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔ پہلی سند میں امام اعظم اور امام احمد بن حنبل کے درمیان واسطہ امام محمد بن حسن شیبانی ہیں۔ دوسری سند میں قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم ہیں۔ تیسری سند میں امام ہشیم بن بشیر ہیں۔ چوتھی سند میں امام

عباد بن عوام ہیں۔ تیسری سند میں امام اسحاق بن یوسف ازرق ہیں۔ چھٹی سند میں امام وکیع بن جراح ہیں، ساتویں سند میں امام علی بن عاصم واسطی ہیں۔ آٹھویں سند میں امام جعفر بن عون ہیں۔ نویں سند میں امام عبدالرزاق بن ہمام ہیں، دسویں سند میں امام ضحاک بن مخلد ہیں۔ گیارہویں سند میں امام عبداللہ بن یزید مقری ہیں۔ بارہویں سند میں امام فضل بن دکین ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ائمۂ صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ ائمۂ فقہ بھی کثیر طرق اور اسانید سے صرف ایک واسطے سے امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ امام شافعی چار واسطوں سے امام اعظم کے پوتے شاگرد ہیں۔ امام احمد بن حنبل بارہ طرق سے امام اعظم کے پوتے شاگرد ہیں۔ یہ ساری اسانید امام اعظم کے ان اکابر تلامذہ کے طرق سے ہیں کہ امام اعظم کے یہاں مشرق و مغرب سے حاضر ہونے والے جید تلامذہ کے ذریعہ آپ کا علم الحدیث اور فقہ الحدیث زمین کے طول و عرض میں پہنچا جس سے اکابر محدثین اور افاضل فقہاء جن میں ائمہ صحاح اور امام شافعی، امام احمد بن حنبل شامل ہیں، نے استفادہ کیا۔

امام اعظم سے امام بخاری کے عدم روایت کی وجوہات پر بحث و تحقیق

امام اعظم پر ایک بڑا اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری نے امام اعظم سے اس لیے روایت نہیں لی کیوں کہ وہ امام اعظم کو حدیث میں غیر ثقہ اور ضعیف سمجھتے تھے۔ درحقیقت یہ ایک ایسا بے بنیاد اور غیر حقیقی الزام ہے جو ناقدین امام اعظم اور منکرین عظمت ابوحنیفہ نے فقط خواہش نفس کے زیر اثر وضع کیا ہے۔

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ امام بخاری نے امام اعظم سے کوئی روایت نہیں لی لیکن صرف اس بنیاد پر دعویٰ کرنا کہ امام اعظم غیر ثقہ تھے انتہائی لغو اور بے حقیقت بات ہے جو صرف معترضین اور متعصبین امام اعظم کا خاصہ ہے۔ امام بخاری کی جملہ تصنیفات کو کھنگال لیا جائے اور ان سے متعلقہ تمام کتب کی ایک ایک سطر دیکھ لی جائیں لیکن کہیں بھی کوئی ایک قول یا بیان ایسا نہیں پاسکتے جس میں امام بخاری نے امام اعظم کو غیر ثقہ کہہ کر مسترد کیا ہو یا اُن سے عدم اور اخذ حدیث کا سبب مخالفین کی اس تاویل باطل کو قرار دیا ہو۔

کسی محدث کا دوسرے محدث سے حدیث روایت نہ کرنا اس کے ضعف کے باعث نہیں ہوتا بلکہ اس کے دیگر اسباب ہوتے ہیں۔ اگر امام بخاری نے اپنی صحیح میں کسی محدث سے حدیث روایت نہیں کی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے اس عمل سے اس محدث کا علمی مقام کم ہوگیا ہے۔ ایسا کہنے والا محدثین کے اخذ حدیث کرنے کے قواعد وضوابط اور رواۃ حدیث کے حالات وواقعات سے صحیح طور پر آگاہ نہیں۔

معترضین کا یہ سوال کہ امام بخاری کا امام اعظم سے عدم روایت ان کے ضعف یا غیر ثقہ ہونے کی طرف اشارہ ہے، اگر درست مان لیا جائے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری سمیت امام مسلم نے صحیحین میں کوئی ایک روایت بھی امام شافعی کی سند سے نہیں لی۔ حالاں کہ امام شافعی تو ان کے نزدیک ضعیف یا غیر ثقہ نہیں سمجھے جاتے تھے۔ امام بخاری جو خود شافعی ہیں یا مائل بہ شافعیت ہیں لیکن جس طرح امام بخاری نے امام ابوحنیفہ سے کوئی حدیث نہیں لی اسی طرح پوری صحیح البخاری میں امام بخاری نے ایک حدیث بھی امام شافعی کے واسطہ سے نہیں لی۔ امام قسطلانی نے ارشاد الساری (۱/۳۳) میں امام بخاری کے متعلق لکھا ہے:

لَمْ يَروِ عَنِ الشَّافِعِيِّ فِي الصَّحِيحِ۔ امام بخاری نے امام شافعی سے (صحیح البخاری) میں کوئی روایت نہیں کی۔

امام بخاری کی طرح امام مسلم نے بھی اپنی الصحیح میں امام شافعی کے طریق سے ایک روایت بھی نہیں لی تو کیا معترضین کے نزدیک شیخین نے امام شافعی کو بھی حدیث میں غیر ثقہ سمجھ کر ان سے روایت نہیں لی؟ کیا اس سے یہ اخذ کیا سکتا ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک امام شافعی روایت حدیث میں ثقہ اور معتبر نہیں تھے؟ ضعیف الحدیث تھے؟ ہرگز نہیں۔

امام بخاری، امام احمد بن حنبل کے شاگرد ہیں آٹھ مرتبہ ان کے پاس بغداد گئے، ان کی زیارت کی اور براہ راست ان سے سماع کیا، اس کے باوجود امام بخاری نے پوری الجامع الصحیح میں امام احمد بن حنبل سے براہ راست صرف ایک حدیث روایت کی ہے وہ بھی موقوفاً۔ کیا اس سے امام بخاری کے نزدیک امام احمد بن حنبل ضعیف الحدیث قرار پاتے ہیں؟

ہرگز نہیں بلکہ اس کی دیگر وجوہات ہیں۔

امام بخاری کے ایک شیخ امام محمد بن یحیٰی بن عبداللہ بن خالد الذہلی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں تیس مقامات پر امام ذہلی سے حدیث روایت کی ہے مگر چند وجوہات کی بنا پر امام بخاری نے امام ذہلی کا نام نہیں لکھا ہے۔ کسی جگہ امام بخاری نے اِن سے روایت کرتے ہوئے باپ کی طرف نسبت کی ہے کہیں دادا کی طرف نسبت کی ہے کہیں پردادا کی طرف۔ امام محمد بن یحیٰی ذہلی نے آپ کا شاندار استقبال کیا، لیکن نام ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ امام بخاری پر تہمت لگادی کہ یہ خلق قرآن کے قائل ہیں جب امام ذہلی نے یہ سنا تو امام بخاری سے سخت متنفر ہو گئے اور لوگوں کو امام بخاری کے درس میں جانے سے روکتے تھے۔ امام ذہلی نے اس حد تک امام بخاری کی مخالفت کی کہ نیشاپور میں اعلان کر دیا کہ اس شہر میں اس شخص کے ساتھ میری سکونت نہیں ہو سکتی۔ اس کے نتیجے میں امام بخاری خوف زدہ ہو کر نیشاپور سے کوچ کر گئے۔ ان مختلف اسباب اور وجوہات کی بنا پر امام ذہلی کی تضعیف نہیں کی جا سکتی نہ اس کا یہ مطلب ہے کہ امام ذہلی ضعیف الحدیث اور غیر معتبر تھے۔

اس سلسلے میں نہایت دلچسپ بات یہ ہے کہ امام مسلم خود امام بخاری کے شاگرد ہیں ان سے احادیث کی سماعت کی ہے لیکن امام مسلم نے اپنی صحیح میں امام بخاری سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی۔ جتنی احادیث بھی ان سے نقل کی ہیں وہ صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب میں ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد تینوں امام ترمذی کے شیخ ہیں امام ترمذی نے علل الحدیث کے باب میں ایک سو چودہ مقامات پر امام بخاری سے استفادہ کیا ہے مگر اپنی پوری کتاب ترمذی میں ان سے چند احادیث روایت کی ہیں۔ اسی طرح امام ترمذی نے امام ابوداؤد سے بھی صرف تین احادیث روایت کی ہیں جب کہ بطورِ شاگرد اُن حضرات سے کثیر استفادہ کیا۔ امام ترمذی اور امام مسلم دونوں سفروں میں اکٹھے رہے ہیں امام ترمذی اپنے ہم عصروں پر اس سلسلے میں فخر ومباہات فرماتے تھے۔ اس شدت قرب کے باوجود امام ترمذی نے اپنی کتاب ''سنن ترمذی'' میں امام مسلم سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔

اسی طرح ائمۂ صحاح ستہ میں سے امام نسائی بھی امام بخاری کے شاگرد ہیں لیکن امام

قسطلانی کی تحقیق کے مطابق امام نسائی نے اپنی ''السنن'' میں امام بخاری سے روایت نہیں کی۔

امام بخاری کے نزدیک امام اعظم سے حدیث نہ لینے کا سبب ان کا غیر ثقہ، ضعیف یا قلیل الحدیث ہونا نہیں بلکہ ایک علمی اختلاف کی وجہ سے تھا۔ امام اعظم اور امام بخاری کے درمیان علمی اختلاف ''ایمان'' کی تعریف پر تھا۔ امام بخاری ایمان کی تعریف میں قول اور عمل دونوں کو شامل کرتے ہیں۔ امام بخاری نے صحیح البخاری میں کتاب الایمان کے پہلے باب کا آغاز کرتے ہوئے ایمان کی تعریف اِن الفاظ میں کی ہے وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ۔ ایمان قول اور فعل کا نام ہے۔ امام اعظم کے مطابق ایمان صرف دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کا نام ہے جیسے اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيقٌ بِالْقَلْبِ۔ کہا جاتا ہے۔

امام اعظم نے اپنی کتاب الفقہ الاکبر (۱/۱۴۱) میں لکھا ہے:

اَلْاِيْمَانُ هُوَ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْجِنَانِ۔

ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔

ایمان کی تعریف پر یہی بنیادی علمی اور اعتقادی اختلاف تھا جس کی وجہ سے امام بخاری نے امام اعظم کے طریق سے حدیث روایت نہیں کی۔ جو محدثین ایمان کی تعریف میں امام بخاری کے ہم خیال تھے آپ نے انہیں سے احادیث روایت کیں۔ امام اعظم ایمان کی تعریف میں امام بخاری کے ہم خیال نہیں تھے اس لیے امام بخاری نے امام اعظم سے احادیث روایت نہیں کی۔ اس علمی اختلاف کو نقل کر کے امام بخاری نے دیانت داری کا ثبوت دیا اور یہ ظاہر کر دیا کہ وہ امام اعظم کو قطعاً غیر ثقہ اور غیر معتبر نہیں سمجھتے تھے بلکہ مخالفین نے اس طرح کے الزامات خود لگائے ہیں۔

ایمان کی جو تعریف امام اعظم کرتے تھے اس زمانے میں فرقۂ مرجئہ بھی یہی تعریف کرتا تھا مخالفین نے یہ موقع دیکھ کر امام اعظم پر مرجئہ ہونے کا الزام لگایا اور مشہور کر دیا کہ امام بخاری نے اس لیے امام ابوحنیفہ سے احادیث روایت نہیں کی۔

لیکن تاریخ اور علمی تحقیق و جستجو کے بعد اس الزام کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جس طرح امام بخاری پر الفاظ قرآن کے مخلوق ہونے کا بے بنیاد الزام لگنے کے باوجود اُن کی

روایت حدیث اور عدالت پر کوئی اثر نہ پڑا، اسی طرح امام اعظم پر بھی مرجئہ کا بے بنیاد الزام لگنے سے ان کی عدالت وثقاہت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

واضح رہے کہ امام بخاری کے متعدد ایسے شیوخ ہیں جن پر نہایت شد ومد کے ساتھ مرجئہ ہونے کا الزام لگایا گیا ہے اور امام بخاری نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

اس تحقیق وتفصیل کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی بھی منصف مزاج انسان امام اعظم کے تعلق سے مرجئہ اور ضعیف الحدیث ہونے کا قول نہیں کرے گا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

امام اعظم سے مروی احادیث کا جائزہ لینے سے پہلے مختصراً حدیث کی دو بنیادی اصطلاحات کا ذکر کر دینا ضروری ہے (۱) سند (۲) متن

(۱) رواۃ اور رجال کا وہ سلسلہ جو متن حدیث تک پہنچاتا ہے اسے سند کہتے ہیں۔

(۲) سند کے بعد والا کلام یا جہاں تک سند پہنچتی ہے اسے متن حدیث کہتے ہیں۔

فرمان رسول بے شک سلسلہ سند سے جدا اور الگ ہے مگر اس کی صحت اور ثقاہت کا دار و مدار رجال حدیث کی ثقاہت پر ہے۔ حدیث کے رجال جتنے زیادہ ثقہ اور پختہ ہوں گے حدیث اسی قدر جھوٹ اور کذب سے محفوظ ہوگی۔

علم الحدیث میں علم الاسناد کو اہم مقام حاصل ہے۔ یہ علم، حدیث میں بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے جس کے باعث راویوں کے عدل وضبط اور ضعف وکذب کی چھان بین کی جاتی ہے اس کی اہمیت کے پیش نظر علماے اسلام نے اسے ''دین'' قرار دیا ہے۔

امیر المومنین فی الحدیث حضرت سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) نے فرمایا:

اَلاِسنَادُ سَلاَحُ المُؤمِنِ، اِذَا لَم یَکُن مَعَہٗ سَلاَحٌ، فَبِاَیِّ شَیءٍ یُقَاتِلُ۔

(سیر اعلام النبلاء ۷/۲۷۳۔ امام ذہبی)

اسناد مومن کا اسلحہ ہے پس جب اس کے پاس اسلحہ ہی نہ ہو تو وہ کس چیز سے لڑے گا۔

امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) نے فرمایا:

اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ، وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَاشَاءَ۔

(مقدمة الصحيح لمسلم ۱/۱۵)

اسناد دین ہے اگر اسناد نہ ہوتو پھر کوئی بھی شخص جو مرضی ہو کہتا پھرے۔

علم الاسناد درحقیقت اس امت کے خصائص سے ہے۔مختلف اسباب اور عوامل کے پیش نظر سند کی مختلف قسمیں ہیں، ان اقسام مشہور و معروف میں سند عالی اور سند نازل بھی ہے اصطلاح محدثین میں ان کی تعریف یہ ہے:

(۱) **عالی اسناد:** وہ سند جو زمانہ کے اعتبار سے حضور نبی کریم ﷺ سے قریب ہو یعنی وہ سند جس کے راویوں کی تعداد اُس دوسری سند کے اعتبار سے قلیل ہو جس کے ساتھ وہی حدیث زیادہ راویوں سے مروی ہو۔

(۲) **نازل اسناد:** وہ سند جو زمانہ کے اعتبار سے حضور نبی اکرم ﷺ سے دور ہو یعنی وہ سند جس کے راویوں کی تعداد اس دوسری سند کے اعتبار سے زیادہ ہو جس کے ساتھ وہی حدیث قلیل راویوں سے مروی ہو۔

مثلاً متن حدیث ایک ہی ہو مگر دو سندوں سے مروی ہو، ایک سند میں رجال کی تعداد والی ''سند نازل'' ہوگی۔

جمہور ائمہ حدیث کے مطابق عالی اسناد کو نازل اسناد پر فوقیت اور فضیلت ہے۔

ائمہ حدیث کے احوال کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ساری زندگی عالی سند کے حصول میں تگ و دو کرتے رہے اور اپنے تلامذہ کو رغبت دلاتے رہے۔

اعلیٰ اسانید کے تین درجات

اصطلاح محدثین میں اعلیٰ اسانید کے تین درجات ہیں:

(۱) **اُحادیات:** جس سند میں راوی اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان صرف صحابی کا واسطہ ہو۔

(۲) **ثنائیات:** جس سند میں راوی اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان صحابی اور تابعی (صرف دو رواۃ) کا واسطہ ہو۔

(۳) **ثلاثیات:** جس سند میں راوی اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان صحابی، تابعی اور تبع تابعین (صرف تین رواۃ) کا واسطہ ہو۔

یہ بات بڑی اہم ہے کہ امام مالک کی ثنائیات کے علاوہ جتنے بھی محدثین کی کتب دستیاب ہیں ان سب کی اعلیٰ اسانید ثلاثیات ہیں۔

اس سلسلہ میں امام سخاوی کی درج ذیل تحقیق ملاحظہ کریں وہ لکھتے ہیں:

''امام مالک کی سب سے اعلیٰ اسانید دو واسطوں سے ''ثنائیات'' ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے کثیر احادیث تین واسطوں سے مروی ہیں جنہیں اصطلاح محدثین میں ''ثلاثیات'' کہتے ہیں، یہی ثلاثیات امام بخاری سے بائیس، امام ابوداؤد اور امام ترمذی سے ایک ایک جب کہ امام ابن ماجہ سے پانچ مروی ہیں۔ امام مسلم اور امام نسائی کی سب سے اعلیٰ اسانید چار واسطوں سے ہیں، اس سے کم واسطے سے ان کی کوئی حدیث نہیں ہے، انھیں اصطلاح حدیث میں ''رباعیات'' کہا جاتا ہے۔''

امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) کی ''مسند'' میں ۴۷ ثلاثی احادیث مروی ہیں۔

امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کی مسند میں دیگر ائمۂ حدیث کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں ثلاثیات ہیں۔ کل ثلاثیات مسند احمد کا شمار انتہائی دشوار ہے محققین نے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق مسند احمد میں تین سو سینتیس، تین سو تریسٹھ اور تین سو اکتیس کی تعداد لکھی ہے۔ صحیح حصر و شمار مشکل امر ہے۔

امام عبد بن حمید الکسی (متوفی ۲۴۹ھ) کی مسند میں اکیاون ثلاثیات ہیں۔ امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی (متوفی ۲۵۵ھ) کی ''سنن دارمی'' میں پندرہ ثلاثیات ہیں۔ امام سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) کی المعجم الصغیر میں تین ثلاثیات ہیں۔

مذکورہ بالا تمام کتب حدیث میں ثلاثیات کو باقی احادیث سے اعلیٰ اور افضل گردانا جاتا ہے۔ محدثین کی ان ثلاثی احادیث کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے امام سخاوی کی فتح المغیث، امام سیوطی کی تدریب الراوی امام محمد بن جعفر کتانی کا الرسالۃ المستطرفۃ ملاحظہ فرمائیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداوٗد، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابوداوٗد طیالسی، امام عبد بن حمیدؒ، امام دارمی اور امام طبرانی سمیت کسی بھی اجل محدث اور امام فی الحدیث کے پاس ثلاثیات سے کم واسطہ کی کوئی ایک بھی حدیث نہیں۔

اس لحاظ سے امام مالک کو ان پر فوقیت حاصل ہے کہ ان سے دو واسطوں سے ثنائیات مروی ہیں۔ گویا نامور محدثین میں صرف عالم دار الہجرۃ امام مالک واحد شخصیت ہیں جن سے کم از کم دو واسطوں سے احادیث رسول مروی ہیں۔ امام مالک کے علاوہ کل محدثین کے پاس تین واسطوں سے کم سند سے کوئی بھی حدیث نہیں، تو یہ بات بڑی خوش کن اور قلبی اطمینان کا باعث ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو صرف ایک واسطہ سے حدیث رسول حاصل ہے گویا امام اعظم ابوحنیفہ کے بعد روئے زمین پر کوئی بھی ایسا محدث نہیں جس کا حضور نبی اکرم ﷺ تک اقرب طریق یا سب سے چھوٹی سند ایک واسطہ سے ہو، ائمۂ حدیث میں سے یہ شرف صرف امام اعظم ابوحنیفہ کو حاصل ہے۔

صحابہ کرام سے براہ راست روایت کرنے کے سبب سے حضور نبی اکرم ﷺ اور امام ابو حنیفہ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔ اصول حدیث میں ایک واسطے سے روایت ہونے والی حدیث کو اصطلاحاً وحدان کہا جاتا ہے، بعض کتابوں میں اس کا نام ثنائی اور ثلاثی کے وزن پر اُحادی بھی ہے۔ جب کہ باقی معروف ائمۂ حدیث میں سے کسی ایک امام کی سند سند عالی اُحادی نہیں ہے۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی اور امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی وغیرہ محدثین نے تحقیق کر کے سات احادیات اپنی کتابوں میں بیان کی تھیں جو امام اعظم ابوحنیفہ نے بذریعہ صحابی ایک واسطے سے روایت کی ہیں۔

ان محدثین میں ایک نام امام شیخ ناصر السنّة أبی المکارم عبداللّٰہ بن حسین النیسابوری الحنفی کا بھی ہے۔ ان کی کتاب الأحادیث السبعة عن سبعة من الصحابة الذی روی عنھم الامام أبوحنیفة رحمہ اللّٰہ ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ، تعارف اور تخریج پیش خدمت ہے۔

مکتبہ حرم مکی سے مطبوع اصل کتاب کا صفحہ اول

بسم الله الرحمن الرحيم

الصفحة الأولى من الأصل من مكتبة الحرم المكي

الاحاديث السبعة

عن سبعة من الصحابة الذين روى عنهم الامام أبو حنيفة رحمه اللّٰه

للامام الشيخ ناصر السنة أبى المكارم
عبداللّٰه بن حسين بن أبى بكر بن أبى القاسم النيسابورى
الحنفى رحمه اللّٰه

ترجمہ
فہیم احمد ثقلینی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

أخبرنا الثقة العالم أبو عبدالله سراج الدين الحسين بن المبارك بن محمد بن يحيىٰ الزبيدي قراءة عليه ونحن نسمع في سنة ثلاثين وست مائة قال أخبرنا والدي المبارك اذناً قال أخبرنا الشيخ الامام ناصر النسة أبو المكارم عبدالله بن الحسين بن أبي بكر بن أبي القاسم الشعري النيسابوري سماعًا عليه فى رجب الفرد سنة ثمان وثلاثين وخمس مائة قال:

أحمد ربًا عمت نفحاته جوداً وفضلاً وتمت كلماته صدقًا وعدلاً، وأصلي على المقتضب من نبعة المجدالأضخم مساءً وصباحًا وبعد.

فهذه الأحاديث السبعة المسموعة لفقيه الأمة وامام الأئمة أبي حنيفة النعمان بن ثابت رضى الله عنه من سبعة من أصحاب النبي ﷺ بالاسناد الصحيح قال: أخبرنا الشيخ الامام محمد بن منصور الواني في شعبان سنة ست وخمس مائة قال: أخبرنا الشيخ الفقيه العالم الزواهي قال: حدثنا القاضي الامام الشهيد أبو سعيد بن عماد الاسلام أبي العلاء صاعد بن محمد قال: أنبأنا أبو مالك نصرويه بن أحمد البلخي ورد علينا حاجًا قال: حدثنا أبو الحسن علي بن الخضيب قال: حدثنا علي بن بدر وهو أبو الخضر القاضي قال: حدثنا هلال بن بدر عن هلال بن أبي العلاء عن أبيه عن الامام أبي حنيفة رضى الله عنه قال: لقيت سبعة من أصحاب رسول الله ﷺ وسمعت عن كل واحدٍ منهم حديثًا.

(١)لقيت عبدالله بن الحارث بن جزء الزبيدي صاحب رسول الله ﷺ قلت لأبي: أريد أن أسمع منه فحملني أبي على عاتقه وذهب بي اليه فقال: ماتريد؟ قلت: أريدأن تحدثني حديثاً سمعته من رسول الله ﷺ فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: اغاثة الملهوف فرض على كل مسلم، من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لايحتسب۔

(٢) ولقيت عبدالله بن أنيس رضي الله عنه وسمعته يقول: قال رسول الله ﷺ: رأيت في عارض الجنة مكتوباً ثلاثة أسطربالذهب الأحمر لابماء الذهب: السطرالأول: لااله الا الله محمد رسول الله ﷺ السطر الثاني: الامام ضامن والمؤذن مؤتمن فأرشد الله الأئمة وغفر للمؤذنين، والسطر الثالث:وجدنا ما عملنا ربحناما قدمناخسرنا ما خلفنا قدمنا على رب غفور۔

(٣) ولقيت عبدالله بن أبي أوفى رضي الله عنه وسمعته يقول: قال رسول الله ﷺ: حبك الشيء يعمي ويصم، والدال على الخير كفاعله والدال على الشر كمثله، ان الله يحب اغاثة اللهفان۔

(٤) ولقيت أنس بن مالك الأنصاري وسمعته يقول: قال رسول الله ﷺ: من قال: لا اله الا الله خالصًا مخلصًا بها قلبه دخل الجنة، ولو توكلتم على الله حق توكله لرزقتم كما ترزق الطير تغدو خماصًا وتروح بطانًا۔

(٥) ولقيت جابر بن عبدالله الأنصاري رضي الله عنه وسمعته يقول: بايعنا رسول الله ﷺ على السمع والطاعة، والنصيحة لكل مسلم ومسلمة۔

(٦) ولقيت معقل بن يسار المزني رضي الله عنه وسمعته يقول: قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: علامة المؤمن ثلاث، اذا قال صدق،

واذا وعد وفى، واذا أؤتمن لم يخن۔

(۷) ولقيت واثلة بن الأسقع رضي الله عنه يقول: قال رسول الله ﷺ: لا يظن أحدكم أنه يتقرب الى الله باقرب من هذه الركعات يعني الصلوات الخمس۔

كملت الأحاديث السبعة۔

قال أبو حنيفة رحمه الله: لقيت عائشة بنت عجرد رضي الله عنها وسمعتها تقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: الجراد أكثر جنود الله عزوجل في الأرض لاأكله ولاأحرمه۔وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين، والحمدلله رب العالمين۔

ترجمہ:

شیخ امام ناصر السنہ ابوالمکارم عبداللہ بن حسین بن ابوبکر بن ابوالقاسم الشعری الحنفی نیشاپوری نے کہا کہ یہ سات حدیثیں فقیہ الامہ امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسناد صحیح کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے سماعت کی ہیں۔

ہم کو ہمارے شیخ امام محمد بن منصور الوانی نے شعبان ۵۰۶ھ میں خبردی، انہوں نے کہا ہم کو شیخ فقیہ عالم الزواھی نے خبردی، انہوں نے کہا ہم کو قاضی امام شہید ابوسعید بن عماد الاسلام ابوالعلاء صاعد بن محمد نے خبردی، انہوں نے کہا ہم کو ابو مالک نصرویہ بن احمد بلخی نے خبردی۔وہ حج کرنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔انہوں نے کہا ہم کو ابوالحسن علی بن خضیب نے خبردی، انہوں نے کہا ہم کو قاضی ابوالخضر علی بن بدر نے خبردی، انہوں نے کہا ہم سے ہلال بن بدر نے حدیث بیان کی، وہ ہلال بن ابوالعلاء سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد محترم ابوالعلاء سے روایت کرتے ہیں، وہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ نے کہا میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے سات صحابہ کرام سے ملاقات کی اوران میں سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث سنی ہے۔

الحدیث الاول:

لَقِیتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جزْءِ الزُّبَیدِیُّ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْتُ لِأَبِیْ أُرِیْدُ أَنْ أَسْمَعَ مِنْہُ فَحَمَلَنِیْ أَبِیْ عَلٰی عَاتِقِہٖ وَذَھَبَ بِیْ اِلَیْہِ فَقَالَ: مَاتُرِیْدُ؟ قُلْتُ: أُرِیْدُ أَنْ تُحَدِّثَنِیْ حَدِیْثًا سَمِعْتَہُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: اِغَاثَۃُ الْمَلْھُوْفِ فَرْضٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ، مَنْ تَفَقَّہَ فِی دِیْنِ اللّٰہِ کَفَاہُ اللّٰہُ ھَمَّہٗ وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔

حدیث (۱) امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: میں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی سے ملاقات کی۔ میں نے اپنے والد محترم (حضرت ثابت) سے کہا کہ میں ان سے حدیث سماعت کرنا چاہتا ہوں تو میرے والد محترم مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا کر ان کے پاس لے گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایسی حدیث سنائیں جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مصیبت زدہ کی مدد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جو شخص دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں کا وہ گمان نہیں کر سکتا۔"

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی

اس حدیث شریف میں امام اعظم اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا پورا نام اور نسب نامہ یہ ہے:

عبداللہ بن حارث بن جزء بن عبداللہ بن معدیکرب بن عمرو بن عسم زبیدی۔

آپ قبیلہ ابی وداعہ سہمی کے حلیف تھے۔ امام بخاری نے کہا آپ کو صحبت رسول حاصل ہے لہٰذا آپ صحابی ہیں اور مصر میں رہتے تھے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث سنیں اور روایت کی ہیں۔ آپ سے محدثین مصر نے احادیث روایت کی ہیں۔ امام طبری نے کہا کہ

قبل اسلام آپ کا نام ''عاصی'' تھا۔ اسلام لانے کے بعد حضور ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ ابن یونس سے مروی ہے کہ آپ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ اس روایت کے مطابق بدری صحابہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے بھی آپ ہی ہیں اور مصر میں وفات پانے والے صحابہ کرام میں آپ سب سے آخری ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی اور امام سیوطی کے مطابق آپ کا وصال ۹۵ھ یا ۹۶ھ یا ۹۷ھ یا ۹۸ھ میں مصر کے مقام سقط القدور میں ہوا جس کا نام امام سیوطی کے زمانہ میں سقط أبی تراب تھا۔ امام ابن بزاز کردری نے آپ کی تاریخ وصال پر مختلف آراء قلم بند کرنے کے بعد سال وصال ۹۹ھ ہجری تحریر کیا ہے۔

امام ابو محمد علی ابن حزم ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) کی تحقیق کے مطابق آپ سے سترہ احادیث مروی ہیں۔ امام ابن بزاز کردری کی ایک عبارت سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے یہ حدیث دوران حج سماعت کی ہے۔

تخریج:

اس حدیث کی مندرجہ ذیل محدثین نے تخریج کی ہے:

(۱) مناقب الامام الاعظم أبی حنیفة ۱/۳۵۔ امام ابن احمد موفق مکی (متوفی ۵۶۸ھ)

(۲) مناقب الامام الاعظم ۱/۷۳، امام ابن بزاز کردری (متوفی ۸۲۷ھ)

(۳) جامع المسانید للامام أبی حنیفة ۱/۸۰ امام محمد خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ)

(۴) أخبار أبی حنیفة وأصحابه ۴، امام ابو عبداللہ حسین بن علی صیمری (متوفی ۴۳۶ھ)

(۵) جامع بیان العلم وفضله، ۱/۱۰۱، امام ابن عبدالبر مالکی (متوفی ۴۶۳)

الحدیث الثانی:

وَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ اِبْنَ أُنَيْسٍ رضی اللہ عنه وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَءَيْتُ عَارِضَ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ بِالذَّهَبِ الْاَحْمَرِ لَا بِمَاءِ الذَّهَبِ: اَلسَّطْرُ الْاَوَّلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ﷺ وَالسَّطْرُ الثَّالِثُ: وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا رَبِحْنَا مَاقَدِمْنَا خَسِرْنَا مَا خَلَفْنَا، قَدِمْنَا

عَلیٰ رَبٍّ غَفُوْرٍ۔

حدیث (۲) امام اعظم کہتے ہیں، میں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے جنت کے کونے پر خالص سونے سے نہ کہ صرف سونے کے پانی سے تین سطریں لکھی دیکھیں۔ پہلی سطر میں یہ لکھا تھا:

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) دوسری سطر میں لکھا تھا، امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار، پس اللہ تعالیٰ ائمہ کو ہدایت دے اور موذنوں کی مغفرت فرمائے اور تیسری سطر میں لکھا ہوا تھا: ہم نے جو عمل کیا، اس کا صلہ ہم نے پالیا، ہم نے جو کچھ آگے بھیجا اُس کا نفع پالیا، ہم جو چھوڑ آئے اس کو ہم نے کھودیا اور ہم رب غفور کے پاس حاضر ہو گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبداللہ بن انیس ہے اور کنیت ابو یحییٰ ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: عبداللہ بن انیس بن اسعد بن حرام بن حبیب بن مالک۔

ابن کلبی نے کہا صحابی رسول عبداللہ بن انیس مہاجر ہیں انصاری ہیں۔ قبیلہ قضاعہ جھینیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جن صحابہ کرام نے قبیلہ بنی سلمہ کے بت توڑے تھے ان میں آپ بھی شامل تھے۔

آپ سے روایت کرنے والوں میں عبداللہ، جابر بن عبداللہ انصاری اور تابعین میں عطیہ، عمرو، ضمرہ اور بسر بن سعید ہیں۔ آپ سے چوبیس احادیث مروی ہیں۔

بعض کتب میں آپ کی سنن وصال ۵۴ھ لکھی ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ امام اعظم کی آپ سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔

اس شبہ کا پہلا جواب یہ ہے کہ امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی کی تحقیق کے مطابق اس نام کے پانچ صحابہ کرام تھے کسی ایک سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے جو ہمارے نزدیک قابل یقین ہوسکتا ہے امام کردری لکھتے ہیں:

”مناقب میں سند کے ساتھ مذکور ہے کہ امام ابوداؤد طیالسی نے فرمایا تھا کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ حضرت عبداللہ بن انیس ﷺ ۹۴ ہجری میں کوفہ میں ہمارے گھر تشریف لائے تھے اس وقت میں چودہ سال کا تھا میں نے ان سے حدیث سنی تھی“۔

اس روایت کو امام خوارزمی نے جامع المسانید میں، امام موفق نے مناقب الامام الاعظم میں، امام ابن جوزی نے الانتصار والترجیح میں بھی نقل کیا ہے۔

تخریج

مندرجہ ذیل محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

(۱) مناقب الامام الاعظم أبی حنیفة ۱/۳۵،۳۶۔ امام احمد بن موفق مکی، متوفی، ۵۶۸ھ (۲) التدوین فی أخبار قزوین ۳/۹۱۔ امام ابن محمد رافعی قزوینی (۳) کشف الخفاء ومزیل الالباس ۱/۲۲۷ رقم الحدیث ۵۹۳۔ امام ابوالفداء عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ (۴) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۳/۵۲۱ امام عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ)

الحديث الثالث:

وَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفىٰ رضی الله عنه. وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ، وَالدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ وَالدَّالُّ عَلَى الشَّرِّ كَمِثْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ.

حدیث (۳) امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں، میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کسی چیز سے تیری محبت تمہیں اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔ نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے اور برائی کی طرف رہنمائی کرنے والا برائی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی مدد کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ

یہ تیسری حدیث امام اعظم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کے واسطہ سے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔آپ کا اصل نام عبداللہ یا علقمہ تھا آپ کی کنیت ابو معاویہ تھی۔ان کا نسب نامہ یہ ہے:

عبداللہ یا علقمہ بن خالد بن حرث بن اسد بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ہوازن۔

آپ کا تعلق قبیلہ بنو اسلم بن افصی سے تھا۔۵یا۶ ہجری میں بیعت رضواں سے قبل اسلام قبول کیا۔آپ کے والد بارگاہ رسالت میں کچھ صدقہ لے کر حاضر ہوئے۔حضور ﷺ نے صدقہ لے کر تقسیم فرمادی اور دعا کی ”الٰہی! آل بی اوفی پر رحمت نازل فرما۔“

غزوۂ خیبر اور فتح مکہ کے علاوہ غزوۂ حنین میں آپ نے داد شجاعت دی۔اس جنگ میں آپ کا ہاتھ بھی شہید ہو گیا۔۱۱ھ میں رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد چار یا پانچ سال تک مدینہ میں مقیم رہے پھر کوفہ جا کر قبیلہ اسلم کے محلہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔آپ نے حضرت علی کے دور میں خوارج سے جنگ کی۔

آپ کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے۔آپ سے پچانوے احادیث مروی ہیں۔آپ نے طویل عمر کے بعد ۸۷یا۸۸ ہجری میں وفات پائی اور کوفہ میں انتقال کرنے والے آپ آخری صحابی ہیں۔

تخریج

اس حدیث کی اِن محدثین نے بھی تخریج کی ہے:

(۱)مناقب الامام الأعظم أبی حنیفة۔۱/۳۶۔امام ابن محمد موفق مکی

(۲)مناقب الامام الاعظم ۱/۰ ۷امام ابن بزاز کردری (متوفی ۸۲۷)

(۳)سوانح بے بہائے امام اعظم،۶۴۔شیخ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی

الحدیث الرابع:

وَلَقِیْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِیَّ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ، وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مُخْلِصًا بِھَا قَلْبَہٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَلَوْ تَوَکَّلْتُمْ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرُزِقْتُمْ کَمَا تُرْزَقُ الطَّیْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔

حدیث (۴): امام اعظم ابو حنیفہ نے کہا میں نے صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص خلوصِ دل کے ساتھ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا اور اگر تم نے اللہ پر اس طرح توکل کیا جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اس طرح رزق دیا جائے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے وہ خالی پیٹ صبح کرتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک انصاری

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ آپ خزرجی انصاری ہیں۔ آپ کو خادم رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جن سات صحابہ کرام سے کثیر احادیث مروی ہیں (مکثرین من الروایة) اُن میں سے ایک ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دس سال کا تھا۔ میری والدہ محترمہ مجھے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! اسے اپنی خدمت کے لیے قبول فرمالیجئے آپ نے انہیں قبول کرلیا۔

آپ نے سات سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ حضرت انس بن مالک نے اپنے والد کے انتقال کے بعد نو سال کی عمر میں اپنی والدہ کا نکاح خود پڑھایا۔ جنگ بدر کے وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ آپ رسول اللہ کی خدمت کر رہے تھے اس لیے آپ کا شمار بدری صحابہ میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ غزوۂ خندق، غزوۂ بنو قریظہ، بیعت الرضوان، غزوۂ خیبر، عمرۃ القضا، غزوۂ حنین اور غزوۂ تبوک میں رسول اللہ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔ روایت حدیث کے اعتبار سے صحابہ کرام کے اول طبقہ میں سے تھے۔ آپ سے ۱۲۸۶، احادیث مروی ہیں۔

ان کی دینی فضیلت وشان کے متعلق کچھ کہنا بہت مشکل ہے البتہ ان کی عام دنیاوی حالت یہ تھی کہ سو سال سے زیادہ عمر ہوئی اور ان کی اولاد بھی ایک سو پچیس سے بڑھ گئی اور آپ کے کھجوروں کا باغ سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا۔ آپ کا ۹۳ھ میں ایک سو تین سال کی عمر میں

بصرہ میں انتقال ہوا۔

تخریج

دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱) مناقب الامام الأعظم أبی حنیفة ۱/۳۶۔امام ابن احمد موفق مکی، (متوفی ۵۶۸ھ)

(۲)سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ۔۴/۵۷۳، رقم الحدیث ۲۱۶۴

(۳)سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد عن رسول اللہ، باب التوکل والیقین۔۱۳۹۴۲، رقم الحدیث ۴۱۶۴

(۴) مسند احمد بن حنبل ۱/۳۰، ۵۲۔۵/۲۲۹، امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

(۵) مسند طیالسی ۱/۱۸۱۔رقم الحدیث ۳۶۹، امام ابوداوٗد طیالسی (متوفی ۲۰۴ھ)

(۶) مسند حمیدی ۱/۱۸۱۔رقم الحدیث ۳۶۹، امام ابوبکر بن زبیر حمیدی (متوفی ۲۱۹ھ)

(۷)مسند أبی یعلی، ۱/۲۱۲۔رقم الحدیث ۲۴۷۔امام ابویعلی احمد موصلی تمیمی (متوفی ۳۰۷ھ)

(۸)الآحاد والمثانی ۴/۲۲۹۔رقم الحدیث ۲۲۱۳۔امام ابن ابی عاصم شیبانی (متوفی ۲۸۷ھ)

(۹) مسند الشھاب ۲/۲۶۹۔رقم الحدیث ۱۴۴۴۔امام ابوعبداللہ بن سلامہ قضاعی (متوفی ۴۵۴ھ)

الحدیث الخامس:

وَلَقِيتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدَ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَ ﷺ وَسَمِعْتُهٗ يَقُولُ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنَّصِيْحَةِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ۔

حدیث (۵) امام اعظم ابوحنیفہ کہتے ہیں اور میں نے صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی اور ہر مسلمان مرد وعورت کی خیر خواہی کی بیعت کی۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ

آپ کے والد کا نام عبداللہ بن عمرو بن حرام تھا۔انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنوسلمہ

سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد قبیلے کے رئیسوں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ۱۳؍نبوی میں بیعت عقبہ کبیرہ کے موقع پر ایمان لائے۔ ہجرت نبوی کے وقت آپ کی عمر ۱۹؍برس تھی۔ غزوۂ بدر واحد میں بہنوں کی حفاظت کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکے تھے اس کے بعد عہد رسالت کے تمام غزوات وسرایا میں شرکت کی۔ بیعت رضواں، فتح مکہ اور جنگ صفین میں شرکت کی تھی۔

آپ کا شمار راویان حدیث کے طبقۂ اول میں ہوتا ہے دس سال تک زبان رسالت سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا۔ آپ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث مروی ہیں۔ ۷۴ ہجری ۹۴ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے سال وصال کی وجہ سے امام اعظم سے ملاقات کا ایک جماعت نے انکار کیا ہے۔

تخریج

مندرجہ ذیل چند محدثین نے بھی اِس حدیث کی روایت کی ہے:

(۱) مناقب الامام الأعظم، ۱/۴۷۔ از امام ابن بزاز کردری (متوفی ۸۲۷ھ)

(۲) صحیح البخاری، ۱/۲۳۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)

(۳) صحیح المسلم، ۲/۳۶۔ امام مسلم بن الحجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)

(۴) سنن ابوداؤد، ۴/۲۸۴۔ امام ابوداؤد سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)

الحدیث السادس:

وَلَقِیْتُ مِعْقَلَ بْنَ یَسَارِ المزنی ﷺ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ: قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثٌ اِذَا قَالَ صَدَقَ، وَاِذَا وَعَدَ وَفٰی، وَاِذَا اُوْتُمِنَ لَمْ یَخْتَنِ۔

حدیث (۶) امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں اور میں نے صحابی رسول حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ مومن کی تین علامتیں ہیں (۱) جب بولے سچ بولے (۲) وعدہ کرے تو پورا کرے (۳) اور جب اس کو امانت سونپی جائے تو خیانت نہ کرے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ

آپ کا نام معقل اور کنیت ابو عبداللہ اور ابو یسار ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے:
معقل بن یسار بن عبداللہ بن معبر بن حراق بن لای بن کعب مزنی۔
آپ صلح حدیبیہ سے قبل اسلام لائے اور بیعت رضوان میں حاضر تھے۔ بصرہ کی نہر معقل کھودنے کا افتتاح آپ نے کیا، اس لیے یہ نہر آپ کے نام سے موسوم ہوئی۔
صلح نامہ حدیبیہ لکھے جانے سے قبل درخت کی ایک شاخ سے آپ حضور پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سماعت کی ہیں۔ آپ سے احادیث روایت کرنے والوں میں عمران بن حصین، عمرو بن میمون اودی، ابو عثمان نہدی اور امام حسن بصری وغیرہ ہیں۔ آپ کی روایت کردہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ آپ کے مرویات کی تعداد ۳۴ ہے۔
امیر معاویہ کے زمانہ امارت میں بصرہ میں وفات پائی۔ سن وفات ۶۷ ہجری یا ۷۰ ہجری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ملاقات تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ اس سلسلہ میں صحیح قول یہ ہے کہ اس میں ایک راوی کا ذکر متروک ہے لہٰذا یہ حدیث احادیات سے نہیں ثنائیات سے ہوسکتی ہے یا مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج

(۱) مناقب الامام اعظم، ۱/۵۷۔ امام ابن بزاز کردری (متوفی ۸۲۷ھ)

الحدیث السابع:

وَلَقِیْتُ وَاثِلَةَ بن الْاَسقَعِ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَظُنُّ اَحَدُکُمْ اَنَّہٗ یَتَقَرَّبُ اِلَی اللّٰہِ بِاَقْرَبَ مِنْ ھٰذِہِ الرَّکَعَاتِ یَعْنِی الصَّلوٰتُ الْخَمْسَ۔

حدیث (۷) امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں اور میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ گمان نہ کرلے کہ وہ ان رکعات یعنی پانچ وقت کی فرض نمازوں سے بڑھ کر کسی اور شے سے اللہ کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: واثلہ بن اسقع بن کعب بن عامر۔ غزوۂ تبوک سے پہلے اسلام قبول کیا اور اس میں شریک ہوئے۔ حضور ﷺ ابو مرثد، ابو ہریرہ، ام سلمہ سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت واثلہ بن اسقع سے آپ کی بیٹی نسیلہ، ابوادریس خولانی، شداد ابوعمار، بشر بن عبداللہ، مکحول اور معروف نے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ اہل صفہ سے ہیں۔ فتح دمشق وحمص میں بھی شریک ہوئے۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں ۹۸ یا ۱۰۵ برس کی عمر میں ۸۵ ہجری میں وفات پائی۔ آپ سے ۵۶ حدیثیں مروی ہیں۔

تخریج

مزید دو محدثین کرام نے یہ حدیث روایت کی ہے:

(۱) مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ، ۱/۳۶۔ امام ابن احمد موفق مکی (متوفی ۵۶۸ھ)

(۲) مناقب الامام الاعظم، ۱/۳۷۔ امام ابن بزاز کردری (متوفی ۸۲۷ھ)

كملت الأحاديث السبعة۔ سات حدیثیں مکمل ہوئیں۔

قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: لَقِیْتُ عَائِشَةَ بنت عجرد رضی اللہ عنہا وَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْجَرَادُ اَكْثَرُ جُنُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِی الْاَرْضِ لَا اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ۔

ترجمۃ الحدیث: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، میں نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اور میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: زمین میں اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا لشکر ٹڈی دل ہے۔ میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔

حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا

امام اعظم ابوحنیفہ نے جن صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے ان میں واحد صحابیہ حضرت

عائشہ بنت عجر د رضی اللہ عنہا ہیں۔ امام کردری۔ نے بھی آپ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد کے شیخ امام یحییٰ بن معین (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

اَبُوْ حَنِیْفَة صاحب الرای قد سمع من عائشة بنت عجرد۔

(تاریخ ابن معین ۳/۴۸۰)

ابو حنیفہ صاحب الرائے نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے حدیث سماعت کی ہے۔

بعض علما نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کو تابعیات میں شمار کیا ہے لیکن اجل نقاد مشہور محدث امام یحییٰ بن معین نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کا حضور نبی کریم ﷺ سے سماع صراحتاً بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

اِن ابا حنیفة صاحب الرای سمع عائشة بنت عجرد تقول: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔(لسان المیزان ۳/۲۲۷)

امام ابو حنیفہ صاحب الرائے نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کو سنا وہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا۔

اس قول کی بنا پر امام اعظم کی حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے روایت بالکل درست ہے اسی طرح اگر امام اعظم کی تاریخ ولادت قول معروف ۸۰ ہجری کو تسلیم کیا جائے تو تین صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہم سے آپ کی لقاء ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود ثقہ اور معتبر محدثین نے ان سے آپ کی لقا اور روایت حدیث کو بیان کیا ہے، اس کی وجہ قرین قیاس ہے کہ انہوں نے آپ کی ولادت کا سال ۶۱ھ/۷۰ھ کو ترجیح دیتے ہوئے ایسا کیا ہے یا اُن سے روایت حدیث کی وجہ یہ ہے کہ امام اعظم نے ان صحابۂ کرام سے ان احادیث کو مرسلاً روایت کیا ہے۔

حدیث مرسل کی تعریف یہ ہے کہ آخر سند سے تابعی کے بعد کوئی راوی چھوٹ جائے۔

تخریج

مندرجہ ذیل محدثین و مصنفین نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے:

(۱) سنن ابوداؤد باب فی اکل الجراد، رقم الحدیث ۳۸۱۳

(۲) سنن ابن ماجه ، باب صد الحيتان والجراد، رقم الحديث ۳۲۱۹

(۳) السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ۹،۲۵۷

(۴) مصنف ابن عبد الرزاق، رقم الحدیث ۸۷۵۷

(۵) جامع المسانيد للخوارزمی ۱/۷۹

(۶) المسند رقم الحديث ۲۵۰۹، امام بزاز (متوفی ۲۹۲ھ)

امام ابوالمکارم عبداللہ بن حسین نیشاپوری حنفی نے اپنی کتاب الاحادیث البسعة عن سبعة من الصحابة الذين روىٰ عنهم الامام أبو حنيفة رحمه الله۔ میں جو سات احادیث روایت کی ہیں ان میں امام اعظم اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف صحابی کا ایک واسطہ ہے اور صحابہ کرام کے بارے میں محدثین اور اصولیین کا اِس بات پر اجماع ہے کہ اَنَّ الصَّحابَةَ كُلُّهُمْ عَدُولٌ لَيسَ فِيهِمْ مَجرُوحٌ وَلَا ضَعِيفٌ (صحیح ابن حبان ۱/۱۶۲) تمام صحابہ کرام عدول ہیں ان میں کوئی بھی مجروح یا ضعیف نہیں ہے۔ اس متفق اصول کی وجہ سے صحابہ کرام سے براہ راست روایت ہونے کی بنا پر یہ تمام احادیث صحیح ہیں۔

امام اعظم سے مروی ساتوں حدیثوں کے ساتھ دیگر ائمۂ حدیث کی کتب سے تخریج کو بھی آپ نے ملاحظہ کرلیا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں حدیث امام اعظم نے تو ایک صحابی سے اپنی سند سے روایت کی مگر اسی حدیث کا متن امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ، امام مسلم نے اپنی سند اور امام ترمذی ودیگر ائمہ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اپنی کتابوں میں روایت کی ہے۔

متون حدیث کی مطابقت سے یہ بات متحقق ہوتی ہے کہ امام اعظم سے مروی تمام روایات صحیح الاسناد ہیں۔

امام اعظم اور دیگر ائمۂ حدیث کی روایت کردہ احادیث میں بنیادی فرق صرف یہ ہے کہ امام اعظم نے براہ راست ایک صحابی سے حدیث لی ہے۔ آپ کے اور حضور ﷺ کے درمیان صحابی کے سوا کوئی اور واسطہ نہیں جب کہ باقی ائمۂ حدیث نے اپنی سند کے ساتھ وہی متن حدیث کئی واسطوں سے روایت کی ہے۔

امام اعظم نے یہ تمام احادیث اس وقت روایت کی تھیں جب نہ صحیح البخاری وجود میں آئی تھی، نہ صحیح مسلم، نہ سنن ترمذی، نہ سنن ابی داؤد، نہ سنن نسائی، نہ سنن ابن ماجہ اور نہ مسند احمد بن حنبل حتیٰ کہ ان کتب حدیث کے مصنف بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ بعد کے دور میں جب یہ ائمۂ حدیث تشریف لائے تو اپنی اپنی الگ سند کے ساتھ انہی احادیث کے متن کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کر دیا جس سے ان کی کتب حدیث معرض وجود میں آگئیں۔

محدثین کا امام اعظم کی احادیث کے متون کو اپنی جدا جدا سندوں کے ساتھ لینا اِس بات کی بھی دلیل ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ ضعیف الحدیث نہ تھے بلکہ صحیح الاسناد تھے، ثقہ تھے، عدول تھے، مامون تھے، اصح تھے اور اوثق تھے کیوں کہ جن احادیث کے متون کو آپ نے روایت کیا، انہی متون کو بعد کے ائمہ نے اپنی الگ الگ اسانید کے ساتھ روایت کر دیا۔

اللہ تعالیٰ عالم اسلام کے جملہ احناف کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات عطا فرمائے اور امام اعظم کی صحیح و سچی تقلید کرنے کی توفیق خیر عطا فرمائے اور حنفیت شناسی کا شعور واحساس پیدا فرمائے۔

آمین یا مجیب السائلین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

تراجم صحابۂ کرام کے مراجع ومصادر

(۱) أسماء الصحابة امام ابن حزم ظاہری اندلسی
(متوفی ۴۵۶ھ) مکتبہ القران قاہرہ، مصر

(۲) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب۔ امام ابن عبدالبر نمری مالکی قرطبی
(متوفی ۴۶۳ھ) مکتبہ مصر فجالة قاهره

(۳) الاصابة فی تمییز الصحابة۔ امام ابن حجر عسقلانی
(متوفی ۸۵۲ھ) مکتبة مصر فجالة قاهره

(۴) مناقب الامام الاعظم۔ امام ابن بزاز کردری
(متوفی ۸۲۷ھ) دائرة المعارف حیدرآباد دکن

(۵) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی۔
امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) دار الحدیث قاہرہ مصر

اصلاح حال و قال اور حسن فکر و نظر پر مبنی مکتبہ امام اعظم کی تازہ ترین کتاب

انبیائے کرام، خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور صوفیاءِ طریقت
کی دُنیا سے بے رغبتی اور بے تعلقی پر مشتمل منفرد عربی کتاب

الزہد

اردو

تقویٰ کی حقیقت اور احادیثِ رسول

تالیف

حضرت امام احمد بن حنبل شیبانی بغدادی
علیہ الرحمۃ والرضوان

ترجمہ

شاہ محمد چشتی قصوری سیالوی

مکتبہ امام اعظم دہلی

۴۲۵/۲ - اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶

Mob.: 9958423551,9560054376

E-mail ID : nizamuddinnizami@gmail.com, razavikitabghar@gmail.com

اصلاح فکر واعتقاد پر مشتمل مکتبہ امام اعظم کی تازہ ترین کتاب

علمائے حرمین شریفین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرف سے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کی اعتقادی اور علمی خدمات کا اعتراف

تالیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

ترجمہ

مبین احکام وتصدیقات اعلام

حضرت مولانا حسنین رضا قادری بریلوی

صفحات 208 — آج ہی آرڈر دے کر منگائیں — قیمت 90/=

۴۲۵/۲- اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

Mob.: 9958423551,9560054375

E-mail ID : nizamuddinnizami@gmail.com, razavikitabghar@gmail.com